نادیہ امین

ابر برسات

جرگہ نے جو فیصلہ کیا وہ ان کے لیے بہت سخت ثابت ہوا تھا۔ وہ باپ بیٹا کچھ پل کے لیے تو بالکل فریز ہو گئے تھے۔

"آج کا دن تمہارے پاس ہے آج آپس میں صلاح کر کے فیصلہ کر لو کہ اس قتل کے بدلے پیسے لو گے یا لڑکی۔" یاور خان جو کہ اس جرگے کا کرتا دھرتا تھا ان پر دھماکہ کر کے بولا تھا۔

گھر آکر وہ بہت فکر مند ہو گئے تھے۔ گہری سوچ میں غرق جیسے ایک نقطہ تک پہنچ ہی گئے۔

ناولٹ

"ہم رقم لے لیں گے۔ لڑکی نہیں ہم ظفر بھائی کی بیٹی کو تو اب ہم چھوڑنے سے رہے۔ زبان دی ہے میں نے۔" باپ کی بات پر وہ کچھ پل کے لیے گم سم ہو گیا تھا۔ پھر لڑکھڑاتے لہجہ میں بولا تھا۔

"ہم رقم نہیں لیں گے۔" اس کی بات پر اس کی ماں دم بخود رہ گئی تھی۔

"یہ کیا کہہ رہے ہو۔ تمہیں پتا ہے کہ ہم فروا کے لیے ساری شاپنگ تک کر چکے ہیں یہ تو منصور کی اس ناگہانی موت کی وجہ سے شادی رکی تھی ورنہ۔۔۔"

"تو کیا میں بھائی کو بیچوں۔ سارے لوگ مجھ پر تھوکیں گے۔ میں رقم لے کر بے غیرت بن جاؤں۔ میں بزدل بن کر ساری زندگی جیوں یا تو مجھے اسے مارنے دیں یا پھر رقم نہ لیں بس۔" وہ غصے سے تلملاتا بولا۔

"پاگل ہو تم کیا میں اب اس بات کو بڑھاؤں۔ تم ان کو قتل کرو کل وہ بدلہ لیں اور میرا سارا خاندان اس برسوں تک چلنے والی دشمنی کی نذر ہو جائے۔ ایسا میں نہیں ہونے دوں گا۔" باپ نے بھی غصہ سے کہا تو وہ حتمی انداز میں بولا۔

"اگر رقم لو گے تو میں خود کو شوٹ کر لوں گا بس۔"

انہیں شش و پنج میں مبتلا چھوڑ کر وہ چلا گیا جبکہ دوسری طرف باپ بھی ایک حتمی فیصلہ کر چکا تھا۔

اگلے دن وقت مقررہ پر جب جرگہ بیٹھا تو یاور خان نے پوچھا۔

"ہاں تو کیا صلاح کی تم لوگوں نے۔" اس نے ایک خاموش نظر اپنے باپ پر ڈالی اور بے خوف لہجے میں بولا۔

"لڑکی۔"

☼ ☼ ☼

فروا اس سے ملنے آئی تھی۔ وہ اپنے کمرے میں بیٹھا کمپیوٹر پر کچھ کام کر رہا تھا۔

"کیا ہو رہا ہے؟" وہ اس کے قریب کھڑی پوچھ رہی تھی۔

"آفس کا کچھ کام تھا وہ کرتا تھا۔" اس نے کمپیوٹر آف کر دیا۔

"کب لا رہے ہو بیوی۔" اس نے طنز کیا۔

"کل۔" اس نے سرسری بتایا تھا۔

"پھر تو تم بہت خوش ہو گے۔" اس نے طنز کا دوسرا تیر پھینکا تھا۔ ایک لحظہ کو وہ چپ رہا پھر بولا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے میں اس سب کا ذمہ دار ہوں۔

http://edigestpk.blogspot.com

کیا میں محبت کی شادی کر رہا ہوں۔ یا یہ جرگہ میں نے بٹھایا۔ ہاں۔ میں نے رقم نہیں لی کیونکہ میں اپنے بھائی کو نہیں بیچنا چاہتا تھا۔ میں جھکی نظروں سے ساری زندگی بسر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ بھائی کی رقم کھا گیا یہ طعنہ میں نہیں سن سکتا تھا۔ اور تم اس لڑکی کے بارے میں پوچھ رہی ہو تو پہلے ہی ماں مجھے منع کر چکی ہے۔ کہ نہ تو میں اسے ہاتھ لگاؤں گا۔ نہ ہی اسے اپنی بیوی سمجھوں گا۔ بلکہ وہ میری ہم سب کی نوکرانی ہوگی۔ میں یہ بھی مان چکا ہوں اور کیا کروں میں۔ اب تم یہ فیصلہ کر لو کہ تم میرے ساتھ شادی کرو گی یا نہیں۔" اس کی تفصیلی بات پر وہ مسکرا کر بولی۔

"ٹھیک ہے جناب۔ جب خالہ نے میری سائیڈ لی ہی ہے تو میں بھی راضی ہوں۔" وہ مسکرائی تھی۔

"تمہیں پتا ہے نا کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ لیکن یہ سب جو ہوا اس میں کم از کم میرا قصور تو نہیں۔ میں بھی تم سے ہی شادی کرنا چاہتا ہوں۔" وہ اسے اپنی محبت کا یقین دلا رہا تھا۔ اور وہ اس کی محبت کا اعتبار کرتی تھی۔

☼ ☼ ☼

آج وہ نکاح کر کے اسے لے آیا تھا۔ نکاح کے وقت اس کا باپ اور چھوٹا بھائی توقیر بھی تھا۔

کمرے میں داخل ہوتے وقت ماں کی نصیحت اور قسم اسے یاد تھی۔

"تم نے اسے بیوی نہیں سمجھنا وہ دشمن کی بیٹی ہے اس گھر کی بہو نہیں بن سکتی۔" ماں کا غصہ اور منطق اسے اس وقت کچھ غلط نہ لگا تھا۔ جس عورت کا جوان بیٹا کسی کے ہاتھوں قتل ہو وہ اسی قسم کے ذہنی دباؤ کا شکار ہوتی ہے۔ کمرے میں آ کر اسے کچھ نیا اور خلاف معمول نہیں لگا تھا۔ سوائے اس ڈری، سہمی لڑکی کے جو آج ہی اس کے نکاح میں آئی تھی۔ وہ ایک عام سے سوٹ میں ملبوس تھی۔ ایک سرسری نگاہ اس پر ڈال کر وہ صرف اتنا بولا تھا۔

"تمہیں اب یہاں رہنا ہے اور میرے گھر والوں کو تم سے کوئی شکایت نہیں ہونی چاہیے۔ میری ماں کے دل پر کیا بیت رہی ہے تمہیں معلوم ہو گا اس لیے اس کی کسی بھی بات پر بگڑنے کے بجائے چپ رہو گی۔" وہ اس کے کپکپاتے ہاتھوں کو بخوبی دیکھ رہا تھا۔ اس وقت وہ کھڑی تھی۔ لیکن اسے اس کا جسم لرزتا دکھائی دے رہا تھا۔

"تم سے نکاح کا فیصلہ میرا ہے۔ اگر تم نے کبھی اس فیصلے کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کی تو میں بھی تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔" اس کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے تھے۔

"یہ کام نہیں چلے گا۔" اس نے اس کے رونے کی طرف اشارہ کیا تھا۔

"میں ان آنسوؤں سے پگھلنے والا نہیں۔ میرے گھر والوں کے ساتھ ٹھیک رہو گی تو بخشوں گا تمہیں" اس نے جلدی سے آنسو صاف کیے تھے۔

"نام کیا ہے تمہارا۔" اپنی شرٹ اتارتا وہ عام سے لہجہ میں بولا تھا۔

"ہاں۔۔۔ عدن۔"

"نام اچھا ہے کام بھی اچھا ہونا چاہیے۔ آج جو کچھ کہہ چکا ہوں وہ دوبارہ کہنے کی [illegible] نوبت نہیں نے دو گی۔" وہ اسے دھمکاتا ہوا بولا۔

"جی۔" وہ حقیقتاً بہت گھبرائی ہوئی تھی۔

"اب آرام سے سو سکتی ہو۔"

☼ ☼ ☼

اس کے لیے اس کی زندگی بدل کر رہ گئی تھی۔ جبکہ ادھر سب ایسے ظاہر کر رہے تھے جیسے کہ وہ ان کے درمیان کبھی آئی ہی نہ تھی۔ اس نے تقدیر کے لکھے کو اس وقت قبول کیا تھا جب اسے بتایا گیا کہ اس کا نکاح ہے۔ یہاں آئے ہوئے اسے ہفتہ ہونے کو تھا اس ایک ہفتے میں کسی نے بھی اس سے بات نہیں کی تھی۔ اسے ایک فالتو پرزے کی طرح ایک طرف ڈال دیا گیا تھا۔ وہ کیا ہے کیا تھی وہ بالکل بھولنے لگی تھی۔ وہ جو اپنی ذات کے غرور میں بھی کسی کو گھاس تک ڈالنے

کی روادار نہ تھی اب عجیب قسم کی ذلت کا شکار تھی۔ وقت کی بے رحم لگام اس کے گلے میں ڈال کر، وہ سب اسے ایک پالتو جانور بھی نہ گردانتے تھے۔ اور اس سے تین بول پڑھائے گئے تھے وہ اس کے وجود سے اتنا ہی بے خبر تھا جتنا کہ ایک مسافر منزل تک جانے والے راستے سے، وہ اپنی قسمت سے شاکی تھی۔ جس نے اسے اس موڑ پر لا کھڑا کیا تھا کہ وہ دشمن اور ان کے درمیان آ گئی تھی۔ اس کی ساس اسے دیکھنے کی بھی روادار نہ تھی۔ اس کے دن رات ذلت کے بستر میں گزر رہے تھے۔ ایسا بستر جو ذلت، بے عزتی، نفرت سے بنا ہوا تھا۔ وہ مرد تو اس سے اتنا ہی غافل تھا جتنا کہ اس کا سکون۔ وہ جس اضطراب کا شکار تھی اس میں اسے کسی ساتھی کی ضرورت تھی کہ جس سے وہ اپنے دل کی باتیں کرتی۔ اپنا حال دل سناتی لیکن اس کا پرسان حال۔ کوئی نہ تھا۔ وہ اس کے کمرے میں ایک فالتو، ناکارہ پرزہ تھی جو اس مرد کے استعمال میں آنے والا نہ تھا۔ رات کو وہ فروا سے باتیں کر رہا تھا۔

"پاگل ہو۔ یار اس کا ہونا نہ ہونے کے برابر ہے۔" اس نے ڈھکے چھپے الفاظ میں کہا تھا۔

[illegible] بھائی کی [illegible] کے بعد [illegible] تو دھوم دھام سے شادی نہیں ہو سکتی نا اس لیے اسی سال بعد ہی کریں گی۔ پلیز تم فضول کے خدشات نہ پالو۔ سب ٹھیک ہو گا۔ تم اس سے ڈرتی ہو۔ اس میں ایسی کوئی خاص بات نہیں کہ جس سے تم ہراساں ہو۔" وہ چہرے پر دلکش مسکراہٹ سجاتا بولا تھا۔

اکثر رات کو وہ فروا کے ساتھ باتیں کرتا رہتا تھا۔ اس کی باتوں سے وہ یہ اندازہ لگا چکی تھی کہ ان کی بات طے تھی اور سال بعد ان کی شادی ہونے والی تھی۔ جو بھائی کی موت کی بنا پر تاخیر کا شکار ہوئی تھی۔ پھر اس بات کی تصدیق ماں کی زبان سے سن کر بھی ہو گئی تھی۔

"فروا بہت روتی ہے۔ تمہارے اس نکاح کے بارے میں سوچ کر۔" ماں اس کے قریب بیٹھی کہہ رہی تھی وہ جو چائے پی رہا تھا اچنبھے سے اسے دیکھنے لگا۔

"باجی کو میں نے بتایا بھی ہے کہ اس کا نکاح کون سا اس کم ذات کے ساتھ پسند کا ہے۔ مجبوری کی بات تھی وہ اس گھر کی نوکرانی ہے اور بس۔ میں نے اس سے کہہ دیا ہے کہ میرا بیٹا اسے منہ نہیں لگاتا۔" ماں کی بات پر وہ پہلو بدل کر رہ گیا تھا۔ ماں کبھی کبھار کچھ زیادہ ہی غلط بول جاتی تھی۔

وہ کچن میں برتن دھوتی سب سنتی رہی تھی۔ پھر اس نے خود پر ایک خول چڑھا لیا بے حسی اور ڈھٹائی کا وہ واقعی خود کو اس گھر کی نوکرانی سمجھنے لگی تھی۔ اس کے بھائی نے قتل کر کے جو خطا کی تھی اس کا خمیازہ اس نے بھگتنا تھا وہ خود کو یقین دلا چکی تھی۔ اس سزا کے لیے اس نے خود کو ان کے حوالے کر دیا تھا۔

اس کی دونوں نندیں اس سے بات نہیں کرتی تھیں۔ ان کا انداز اپنی نفرت کا اظہار کرتا رہتا تھا۔ وہ اس کے سامنے بار بار اپنی خالہ زاد کا ذکر کرتی رہتی تھیں۔

"بھائی اور فروا میں بہت محبت ہے۔" وہ اس کا دل جلانا چاہتی تھیں لیکن اس پر تو گویا ان باتوں کا اثر ہونے والا نہیں تھا۔ گھر میں ساس سسر دو نندیں اور ایک دیور تھا۔ جبکہ ساتھ ہی زنجابیل کے چچا کی فیملی

خواتین ڈائجسٹ
کی طرف سے
بہنوں کے لیے ایک اور ناول
زخم کو ضد تھی مسیحائی سے
فوزیہ یاسمین
قیمت ۔۔۔ -/250 روپے
منگوانے کا پتہ
مکتبہ عمران ڈائجسٹ
37- اردو بازار، کراچی۔

http://edigestpk.blogspot.com

رہتی تھی۔ دونوں گھرانوں کا آنا جانا تھا۔ وہ ایک بار بھی ان کے گھر نہیں گئی تھی۔ نہ ہی انہوں نے کبھی جھوٹے منہ آنے کو کہا تھا۔ وہ دن بھر کاموں میں جتی رہتی اس کے اردگرد کیا ہو رہا ہے اس نے خبر لینا چھوڑ دی تھی۔ وہ سزا کے دن گزار رہی تھی۔ باقی کسی بھی چیز سے اس کا سروکار نہ تھا۔

فروا آئی تھی وہ زنجابیل کے ساتھ کمرے میں بیٹھی باتیں کر رہی تھی جب وہ چائے لے کر گئی تو اس نے بڑے ناقدانہ انداز سے اس کا جائزہ لیتے ہوئے زنجابیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا۔

"کیا جرگہ میں کرنے کے لیے یہ ہی فیصلہ رہ گیا تھا۔" پھر کچھ تامل کر کے کہنے لگی۔

"بے چاری مفت میں گئی۔" اس کا تاسف بھرا انداز اسے اندر سے بالکل کھوکھلا کر گیا تھا۔ چائے رکھ کر اس سے پہلے کہ وہ جاتی جب زنجابیل نے اس سے کہا۔

"میرے کپڑے پریس کرو۔ مجھے باہر کسی کام سے جانا ہے۔" اس نے حکم دیا۔

"کہیں محبت وحبت تو نہیں کر بیٹھے۔" فروا نے کچھ جلے کٹے انداز میں کہا تو وہ مسکرا کر بولا۔

"بھلا تمہاری محبت کہیں اور جانے دیتی ہے۔ آئی رئیلی لو یو۔ یہ بے چاری تو۔ اوہ تو یار۔" اس نے سرنفی میں ہلایا تھا۔

وہ صبح سے کچن میں لگی ہوئی تھی۔ سارے کچن کو صاف کر کے اس نے دوپہر کے لیے کھانا بنانا شروع کیا تھا۔ مٹر قیمہ بھون کر اس نے چاول بنائے اور دم پر لگا کر سلاد کاٹنی شروع کی۔ اس دوران فرح آئی۔

"میرے لیے ایک کپ چائے بناؤ۔ اور آملیٹ بھی۔" سلاد چھوڑ کر اس نے اس کے لیے چائے اور آملیٹ بنایا اور اسے دے کر دوبارہ سے سلاد بنانے لگی۔ سارا کھانا تیار کر کے اس نے روٹیاں بنانی شروع کیں کچھ ہی دیر میں سب آگئے تھے آج اتوار تھا سب گھر پر تھے۔ روٹیاں بنا کر اس نے کھانا ٹیبل پر لگایا۔ اس نے ان سب کو کھانے پر بلایا اور خود رائتہ لانے کچن میں آئی جو رکھنا بھول گئی تھی۔

"شکل دیکھو پوری مکار لگتی ہے۔ اتنی اکڑ اور غرور ہے نامجال ہے جو کسی سے بات کرے۔ جیسے میں اسے بڑی دھوم دھام سے بیاہ کر لائی ہوں۔" اس کی ساس تنفر سے کہہ رہی تھیں وہ رائتہ لے کر آئی تو سسر غصے سے بولے۔

"یہ نمک اتنا ڈالا جاتا ہے کیا باپ کے گھر میں بھی تم اتنا نمک ڈالتی تھیں۔" پلیٹ اٹھا کر انہوں نے پورے زور سے زمین پر پٹخ دی تھی۔ وہ گم سم سی کھڑی دیکھتی رہ گئی تھی۔ کھانے کی ٹیبل پر مکمل سکوت طاری ہو گیا تھا۔ باپ کیا کہہ رہا تھا اس کی بیوی کی کتنی بے عزتی ہو رہی تھی اسے گویا پرواہ ہی نہ تھی۔ وہ مکمل بے نیاز کھانا کھاتا رہا۔ ایک دکھ بھری نظر اس پر ڈال کر وہ ٹوٹی پلیٹ کے ٹکڑے اٹھانے جھکی تو ایک بار پھر چلاتی آواز اس کے کانوں میں پڑی تھی۔

"اب بار بار اپنی شکل کیا دکھا رہی ہو دفع ہو جاؤ یہاں سے۔" ہاتھ میں پکڑے ٹکڑے اٹھائے وہ فوراً سے پیشتر اٹھی اور وہاں سے چلی گئی۔ ایسا اکثر و بیشتر ہوتا تھا۔ ذرا ذرا سی بات پر اسے ٹارچر کر دیا جاتا تھا۔ اس کا [illegible] چھوٹا [illegible] سنتی اور دیکھتی۔ وہ ایک دیوار بن گئی تھی ایسی دیوار جو بارش طوفان، ہر موسم کی سختی، شدت کو برداشت کر کے اسی تن فن سے کھڑی دیکھنے والے کو اپنے وجود کے احساس سے دوچار کرتی ہے۔ وہ ان سب کے لیے گویا ایک دیوار کی سی تھی خاموش جامد، نہ ٹوٹنے والی، نہ جھکنے والی اس کی راتیں دبیز کارپٹ پر گزرتیں اور دن بے عزتی کی چادر اوڑھ کر۔ وہ زندگی نہیں جی رہی تھی بلکہ زندگی اسے جی رہی تھی۔ رات دیر تک وہ فروا کے ساتھ محبت بھری باتیں کرتا رہا تھا اس لیے صبح کافی دیر سے جاگا تو اس کا غصہ بھی اسی پر اتارا۔

"تم نے صبح مجھے اٹھایا کیوں نہیں۔ مجھے آفس سے دیر ہو گئی ہے۔ کہاں ہوتی ہو۔ ہر وقت خیالی چہرو لیے۔" اتنے عرصہ میں اتنی تفصیلی بات اس نے پہلی بار کی تھی۔ جواباً وہ خاموش رہی اگر وہ صفائی میں کچھ بولتی تو وہ اس کے لیے زیادہ برا ثابت ہو سکتا تھا جو کہ کئی بار ہو چکا تھا اس لیے اب وہ خاموشی ہی اختیار کیے ہوئے تھی۔ یہاں آئے ہوئے اسے دس مہینے ہونے لگے تھے آہستہ آہستہ گھر میں اس کی شادی کی تیاریاں شروع ہونے لگیں۔ شاپنگ ہو رہی تھی فروا بھی یہاں آ کر ان کے ساتھ بازار جا کر اپنے لیے شاپنگ کرتی تھی۔ اسے لگ رہا تھا کہ وہ ان سب کے لیے اتنی ہی غیر اہم ہے جتنی کہ وہ خود اپنے لیے۔

صبح سے موسم ابر آلود تھا اور کسی وقت تو بارش کے قطرے زمین کی پیاس کو بجھانے بھی لگتے۔ وہ آفس سے آج جلدی گھر چلا آیا کہ موسم کچھ بے اختیار سا ہو رہا تھا کمرے میں داخل ہوتے ہی اسے سسکی کی آواز سنائی دی تھی یکدم آواز کی سمت اس نے دیکھا لیکن اس سے پہلے ہی وہ ہڑبڑا کر اٹھی اور سر پر دوپٹہ ڈال کر کچھ گھبراہٹ میں اردگرد دیکھنے کی سعی کرنے لگی۔ اس کی موٹی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھیں اس کی گھنی لمبی پلکیں آنسوؤں سے تر اس وقت اس کے چہرے پر کربناک تاثرات پیدا کر رہی تھیں۔ کچھ پل وہ بڑی خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔

کچھ ساعت بعد اس کے قریب [illegible]

"گھر پر کوئی نہیں ہے کیا؟" اس نے سرنفی میں ہلایا اس وقت آنسوؤں کا گولہ اس کے حلق میں پھنسا تھا اس لیے وہ بول نہ پائی تھی۔ جانے کیا ہوا کہ وہ اس کے قریب گیا اور اس کی آنکھوں میں جھانک کر بولا۔

"تم رو رہی ہو وجہ بتاؤ گی۔"

آج پہلی دفعہ اس نے اس پر دھیان دیا تھا۔ وہ حیرت کے عالم میں کھڑی کچھ پل تو بالکل شاک رہی پھر کچھ توقف بعد بولی۔

"چائے لاؤں۔" اپنی بات کے جواب میں مختلف جواب نے اسے کچھ پل کے لیے خاموش کر دیا تھا پھر کچھ توقف بعد وہ بولا۔

"ہاں لے آؤ۔" وہ جلدی سے نکل گئی۔

☼ ☼ ☼

http://edigestpk.blogspot.com

بیوٹی بکس کا تیار کردہ

سوہنی ہیئر آئل

SOHNI HAIR OIL

☆ گرتے ہوئے بالوں کو روکتا ہے۔
☆ نئے بال اگاتا ہے۔
☆ بالوں کو مضبوط اور چمکدار بناتا ہے۔
☆ مردوں، عورتوں اور بچوں کے لیے یکساں مفید۔
☆ ہر موسم میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔

سوہنی ہیئر آئل قیمت =/80 روپے

12 جڑی بوٹیوں کا مرکب ہے اور اس کی تیاری کے مراحل بہت مشکل ہیں لہٰذا یہ تھوڑی مقدار میں تیار ہوتا ہے، یہ بازار میں یا کسی دوسرے شہر میں دستیاب نہیں، کراچی میں دستی خریدا جا سکتا ہے، ایک بوتل کی قیمت صرف =/70 روپے ہے، دوسرے شہر والے منی آرڈر بھیج کر رجسٹرڈ پارسل سے منگوالیں، رجسٹری سے منگوانے والے منی آرڈر اس حساب سے بھجوائیں۔

1 بوتل کے لیے .... =/100 روپے
2 بوتلوں کے لیے .... =/180 روپے
3 بوتلوں کے لیے .... =/270 روپے

نوٹ: اس میں ڈاک خرچ اور پیکنگ چارجز شامل ہیں۔

منی آرڈر بھیجنے کے لیے ہمارا پتہ:

بیوٹی بکس 53 اورنگزیب مارکیٹ سیکنڈ فلور ایم اے جناح روڈ، کراچی

دستی خریدنے والے حضرات سوہنی ہیئر آئل ان جگہوں سے حاصل کریں

بیوٹی بکس 53 اورنگزیب مارکیٹ سیکنڈ فلور ایم اے جناح روڈ، کراچی
مکتبہ عمران ڈائجسٹ، 37 اردو بازار، کراچی۔

فون نمبر 32735021

شادی کی تیاریاں عروج پر تھیں وہ خود بھی بہت خوش تھا خوشی اس کے پورے وجود سے پھوٹتی نظر آرہی تھی۔ آج کل ہر وقت اس کے چہرے پر ایک مسکراہٹ طاری رہتی۔ اس کا رویہ اس کے ساتھ بھی تھوڑا بہت نرم سا ہو گیا تھا کہ وہ اب ایک آدھ بات کر لیتا تھا۔ رات۔۔ جب وہ سونے کے لیے لیٹی تو وہ اسے بلا کر بولا تھا۔

"یہ لو روپے اگر اپنے لیے کچھ خریدنا چاہو۔" اس نے اس کے ہاتھوں میں دبے نوٹوں کو ایک نظر دیکھا اور پھر بنا کچھ کہے خاموشی سے لے لیے تھے۔ وہ اپنا زیادہ وقت پودوں اور درختوں کے ساتھ بتانے لگی تھی۔ جب بھی فارغ ہوتی پودوں کی کیاریوں میں گھسی پودوں کی کھانٹ چھانٹ کر رہی ہوتی۔ چچا الیاس کے دونوں لڑکے جن کی عمریں دس اور آٹھ سال کی تھیں اس کے بہت اچھے دوست بن گئے تھے۔ وہ ہر وقت اس کے پاس بیٹھے باتیں کرتے رہتے۔ آٹھ سالہ وکی کو تو گویا اس سے ملے بنا چین نہ تھا وہ نوٹ کر رہا تھا کہ وہ خود کو مکمل مصروف کیے ہوئے تھی۔ اس وقت بھی وہ سب آج کی شاپنگ دیکھ رہے تھے جبکہ [illegible] بیٹھی بچوں کے ساتھ باتیں کرتی کسی بات پر مسکرائی تھی۔ پھر وکی کا ہاتھ پکڑ کر اسے گدگدانے لگی تھی وہ کھلکھلا رہا تھا۔ نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی توجہ شاپنگ اور متعلقہ چیزوں کی جانب مبذول نہ ہو سکی تھی۔ وہ مسلسل اسے دیکھے جا رہا تھا۔ وہ اس وقت ماحول سے بے نیاز اس بچے کے ذریعے سکون محسوس کرنا چاہ رہی تھی یا شاید وہ اس گھر' اس شخص سے بالکل بے نیاز ہو گئی تھی۔

شادی کے دن قریب آرہے تھے اس نے آفس سے چھٹیاں لے لی تھیں وہ اس شادی پر بالکل مطمئن دکھائی دے رہی تھی۔ اکثر نظریں اس نے خود پر اٹھتی محسوس کی تھیں جو بڑی ترحم بھری تھیں جن میں اس کے لیے ترس تھا رحم تھا لیکن وہ خود پر رحم نہیں کھا رہی تھی۔ اسے اپنا آپ اتنا ہی لاتعلق نظر آرہا تھا جس طرح کوئی بھی نارمل بندہ اس شادی میں شریک ہو کر خود کو لاتعلق محسوس کر سکتا تھا۔ وہ اس شادی سے ناراض نہیں تھی۔ وہ خود کو یہی جتا رہی تھی۔

بارات کے دن اس کا سوٹ اس نے سنبھال کے رکھا تھا جب وہ تیار ہونے کمرے میں آیا تو سوٹ مل کے ہی نہ دے رہا تھا۔ نوکر کے ذریعے اس نے اسے بلوایا۔

"کہاں رکھے ہیں کپڑے تمہیں پتا ہے کتنی دیر ہو رہی ہے۔" اس نے کچھ برہمی سے کہا تھا۔ خاموشی سے کپڑے نکال کر اس نے اس کے بیڈ پر رکھے اور جانے لگی کہ وہ اسے روکتے ہوئے کہنے لگا۔

"بارات میں تم جاؤ گی۔" یہ سوال تھا یا وہ بتا رہا تھا اسے کچھ سمجھ نہ آئی تھی۔ وہ کچھ الجھن آمیز انداز میں دیکھنے لگی تو وہ وضاحت کرتے ہوئے بولا۔

"کس کی گاڑی میں جاؤ گی۔"

"میں گھر پر رہوں گی۔ ادھر کام بھی پڑے ہیں کسی کا گھر پر رہنا تو ضروری ہے نا۔ میں رکوں گی میں نے امی سے کہہ دیا ہے۔" تفصیل سے بتا کر جانے لگی کہ ایک بار پھر اس نے کہا۔

"دیکھو مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔ [illegible] لیکن۔۔ دراصل مجھے اپنے کمرے میں رہنے کی عادت ہے اس لیے ہم ادھر شفٹ ہوں گے۔" وہ کیا کہنا چاہ رہا تھا وہ بخوبی سمجھ رہی تھی۔ اس لیے سر ہلاتی کہنے لگی۔

"سارا گھر آپ کا ہے۔ اس میں پوچھنے کی ضرورت ہے نہ ہی بتانے کی۔" وہ بارات کے ساتھ نہیں گئی تھی۔ کہ گھر میں کام پڑے تھے جو اسے کرنے تھے۔ رات کافی دیر میں ان کی واپسی ہوئی تھی۔ فروا دلہن بنی بہت پیاری لگ رہی تھی۔ وہ دونوں ساتھ بیٹھے بڑے اچھے لگ رہے تھے اس وقت سب سے دور وہی کھڑی تھی۔ آج بھی وہ ان میں سے نہیں تھی ان سے الگ تھی۔ ان کا حصہ نہیں بنی تھی ایک ٹوٹا حصہ تھی جو خستہ حالی کا شکار ہو رہی تھی۔

صبح ناشتے لیے وہ ان کے کمرے کے دروازے پر دستک دینے لگی کہ دروازہ یکدم سے کھلا تھا۔ سامنے وہ تھا۔ ایک پل کے لیے تو بالکل چپ سادھے رہا پھر اسے اندر آنے کا راستہ دے کر خود بھی اندر چلا آیا۔ وہ باتھ روم میں تھی ٹیبل پر ناشتے کی ٹرے رکھ کر وہ جانے لگی کہ کچھ یاد آتے ہی مڑ کر اسے کہنے لگی۔

"ولیمہ کا سوٹ استری کرنا ہے کہاں ہے وہ۔" بظاہر یہ جملہ سادگی سے کہا گیا تھا لیکن اس پل اسے کچھ عجیب سا فیل ہوا تھا' کسی گہری سوچ سے نکلتا ہوا بولا۔

"نوکر سے پتا کرو اسی کو دیا تھا میں نے۔" اس نے بتایا تو وہ سر اثبات میں ہلاتی چلی گئی۔ پھر ولیمہ بھی گزر گیا۔ کچھ دنوں بعد اس نے کمرہ بدلنا چاہا لیکن فروا نے ایسا نہ کرنے دیا۔ وہ اس کے کمرے میں کسی صورت نہیں جانا چاہتی تھی وہ اس کی اترن نہیں چاہتی تھی۔ اس اترن پر وہ سوچتی رہ گئی۔

فروا دن بہ دن حسین تر ہوتی جا رہی تھی اور زنجابیل کی بے پناہ محبت تھی جو اس کے حسن کو اور رعنائی دے رہی تھی۔ وہ دونوں بہت خوش تھے۔ وہ ہنی مون منانے ماریشس بھی گئے۔ پندرہ دن رہ کر آئے وہ اپنی دنیا میں مگن تھے جبکہ ادھر وہ اپنی دنیا میں [illegible] اور کام کرتی تھی اس کی روٹین کچھ اس طرح سے تھی کہ اب ان کاموں میں ایک منٹ ایک لمحے کی تاخیر نہیں ہوتی تھی۔ کیونکہ اس کی زندگی کا ہر گزرتا دن ایک ہی ڈگر پر تھا۔ اس میں انیس بیس کا کوئی فرق نہ تھا۔ کہ جس سے اس کی روٹین چینج ہوتی۔ ہاں ایک چیز جو اس کی زندگی کے اوراق میں ایک اور ورق کا اضافہ کر گئی تھی۔ وہ فروا کے طنزیہ جملوں و نشتروں کا انداز تھا۔ باقی تمام روٹین ویسی کی ویسی تھی۔ وہ دونوں روزانہ شام کو باہر نکلتے۔ گھومتے پھرتے اور رات کو دیر سے لوٹتے۔ فروا کے آتے ہی اس کمرے میں آنا ہی محال ہو گیا تھا۔ وہ ایک پل کے لیے بھی نہیں آتا تھا۔ یہاں تک کہ معلوم ہوا تھا کہ وہ بیڈ پر آرام سے سونے لگی تھی۔ اب اس کی دنیا اس کے کمرے اور خود اس کے اپنے خیالات تک محدود ہو گئی تھی۔

شوہر کی من پسند بیوی ہونے کا فروا بہت فائدہ اٹھا رہی تھی۔ وہ گھر بھر کی چہیتی تھی۔ اس لیے اکثر اس پر بھی اس کے حکم نامے جاری ہوتے تھے اور ایسا زنجابیل کے سامنے ہی ہوتا تھا اس نے اپنے کانوں اور اپنی آنکھوں کو بالکل بند کر دیا تھا یا شاید بے نیاز ہونے کا ڈرامہ کر رہا تھا وہ اکثر اس کے ساتھ چھوٹی بات پر الجھ جاتی اور اسے بے عزت کر کے رکھ دیتی۔

"میرے گھر والے آرہے ہیں تم نے ساری تیاری کی یا نہیں۔ وہ رات کو جلدی جائیں گے کھانا وقت پر تیار ہونا چاہیے۔" ذرا سی تاخیر پر بعد میں اس نے ہنگامہ کھڑا کر دیا تھا۔ جسے زنجابیل نے شانت کرتے ہوئے کہا تھا۔

"یار تم بھی نا اس جاہل سے الجھ پڑتی ہو۔" اس کے اس ایک جملے نے تو اسے فرش پر پورے زور سے پٹخ دیا تھا۔ وہ بے یقین نگاہوں سے اسے تکے جا رہی تھی۔ وہ کبھی الجھتی یا لڑتی تو ٹھیک تھا لیکن آج تک تو وہ کچھ بول ہی نہ پائی تھی پھر اس نے اتنی غلط بات کہہ دی تھی۔ اس ایک جملے نے اس کی عزت نفس کی دھجیاں بکھیر دی تھیں۔ اس دن وہ دل کھول کر روئی تھی۔ چلا چلا کر روئی تھی۔

فروا کچن میں اپنے لیے کافی بنا رہی تھی ساتھ میں وہ بھی کھڑا تھا کسی کام سے جب وہ کچن میں گئی تو انہیں یوں دیکھ کر وہ یکدم سے شرم سے لال ہوتی پلٹ کر بھاگی تھی۔ وہ دونوں اس وقت جس پوزیشن میں تھے انہیں دیکھ کر کوئی بھی ایسا ری ایکٹ کر سکتا تھا۔

"دیکھا اس گنوار کو۔ بنا آہٹ کیے چلی آئی یہ اس لیے تو زہر لگتی ہے مجھے۔" فروا اس کے خلاف آگ اگل رہی تھی جبکہ وہ تو جیسے وہاں تھا ہی نہیں۔

رات کو وہ دیر سے گھر آیا تھا اسے سخت بھوک لگ رہی تھی اس وقت فروا کو اٹھانا گویا قیامت اٹھانا تھا اس لیے اس ارادے کو موقوف کر کے اس نے خود کچن کی راہ لی۔ لیکن پھر کچھ سوچ کر اس نے عدن کے دروازے پر دستک دی۔ اتنی رات کو اسے اپنے دروازے پر دیکھ کر اسے شدید حیرت ہوئی تھی۔

http://edigestpk.blogspot.com

"کھانا دو مجھے۔" وہ پلٹ کر کچن میں جانے لگا وہ بھی اس کے پیچھے کچن میں آگئی۔

کھانا گرم کر کے اس نے سلاد بھی بنائی اور ٹیبل پر لگا کر پانی کا جگ بھی سامنے رکھا جب وہ جانے لگی تو اس نے پکارا۔

"بیٹھو۔" جانے کیوں صبح کی اس حرکت کے بعد وہ اس کے سامنے آنے سے کترانے لگی تھی۔ شاید وہ خجل سی ہو گئی تھی اس لیے یا شاید۔۔۔

"مجھے نیند آ رہی ہے۔" اس نے دھیمے سے کہا اور جانے لگی۔ پھر کچھ سوچ کر وہ پلٹی اور کرسی پر بیٹھتے ہوئے جیسے متذبذب سی دکھائی دینے لگی۔ اس کے اضطراب کو دیکھ کر وہ خود گویا ہوا۔

"کچھ کہنا ہے؟"

"میں آپ سے ایک بات کروں آپ برا تو نہیں مانیں گے۔" وہ بہت دھیمے انداز میں بولتی تھی اس کے لہجے میں بہت ٹھہراؤ تھا۔

"کہو۔" وہ اس کی بنائی سلاد بڑی رغبت سے کھا رہا تھا۔

"میں پڑھنا چاہتی ہوں کیا آپ میرا ایڈمیشن کروا دیں گے۔" اس کے لہجے میں بڑی [illegible] محسوس کرتے ہوئے وہ بولا۔

"کہاں تک پڑھا ہے تم نے۔"

"میرا فائنل ایئر رہ گیا تھا۔"

"کس کا۔"

"ماسٹرز کا۔" کچھ توقف بعد بولی۔ "انگلش لٹریچر میں ماسٹرز کر رہی تھی میں۔"

وہ چند ثانیے حیران نظروں سے اسے تکتا رہا پھر یکدم سے حیرانی مٹاتا بولا۔

"ماں پڑھنے دے گی تمہیں۔" جانے کیوں اس نے ایسا کہا تھا اسے خود سمجھ نہ آئی تھی۔

وہ بالکل چپ کر گئی پھر اسی خاموشی سے اٹھ کر چلی گئی تھی۔ کھانا کھا کر وہ بھی اپنے کمرے میں آیا تھا۔ بیڈ پر لیٹ کر کچھ پل تو وہ اس کے ایڈمیشن کے بارے میں سوچتا رہا پھر ساری سوچوں پر لعنت بھیجتا سو گیا تھا۔

☆ ☆ ☆

وہ کچن میں کھانا بنا رہی تھی وکی ساتھ میں کھڑا پوچھ رہا تھا۔

"عدن باجی میں بڑا ہو کر آپ سے شادی کروں گا۔ میں نے امی کو بھی بتایا ہے۔" وہ اس کی بات پر کھلکھلا کر ہنس پڑی تھی۔

"ارے تب تک تو میں بوڑھی ہو گئی ہوں گی۔ پھر کہو گے اس بوڑھی سے تو شادی بھی نہ کروں۔"

"نہیں میں آپ سے شادی کروں گا۔ آپ میرے ساتھ کھیلیں گی نا۔"

"ہاں میں تمہارے ساتھ کھیلوں گی۔ لیکن ایک بات ہے۔ اگر تمہارے زنجابیل بھیا کو پتا چلا تا کہ تم مجھ کو تھیار ہے ہو تو وہ تم سے بہت لڑیں گے۔" یہ کہتے ہی جب اس نے اندر آتے زنجابیل کو دیکھا تو بالکل چپ ہو کر رہ گئی تھی۔

"کیا کر رہے ہو وکی۔" اس نے بھی اس کے گال کو چھوتے ہوئے کہا تھا۔ پھر اس کو مخاطب کرتے ہوئے بولا۔

"فروا کہاں ہے؟"

"وہ [illegible] کی ہے۔" [illegible] کہا تو وہ بولا۔

"چائے بنا کر لاؤ۔" وہ چلا گیا۔ چائے بنا کر اس نے جب اس کے کمرے کے دروازے پر دستک دی تو اس نے اسے اندر آنے کو کہا تھا۔ چائے رکھ کر وہ باہر آگئی تو اس نے فروا کو آتے دیکھا اسے زنجابیل کے کمرے سے نکلتا دیکھ کر اس کے ماتھے پر ناگواری کی لہر ابھر آئی تھی۔ پھر تیز تیز قدموں سے وہ اندر آگئی۔ کچھ پل بعد اس کے کمرے سے تیز تیز باتوں کی آواز سنائی دی تھی کچھ دیر بعد وہ کمرے سے نکلتا دکھائی دیا۔ وہ اس وقت کافی برہم دکھائی دے رہا تھا۔ سیدھا ماں کے پاس گیا کچھ دیر بعد ماں نے فروا کو بھی اپنے کمرے میں بلایا تھا پھر جانے ان میں کیا باتیں ہوئیں کہ معاملہ سیٹ ہو گیا تھا وہ اس سے ضروری بات کرنی بھی ترک کر چکا تھا۔ اس کی ذات سے اس عورت کو خوف تھا کہ جو گھر کے

http://edigestpk.blogspot.com

[illegible]لتو پرزے سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتی [illegible]۔ اس نے اکثر ان دونوں کے محبت بھرے جملے [illegible] تھے۔ کبھی کبھار تو انہیں محبت بھرے انداز میں [illegible] دوسرے کے ساتھ شرارتیں کرتے بھی دیکھا [illegible] اسے لگ رہا تھا کہ یا تو اس میں رومانس کے جراثیم [illegible] ہو گئے تھے یا پھر وہ بے حسی کے لپیٹ میں اس [illegible] آ گئی تھی کہ یہ سب اسے بے معنی لگ رہا تھا۔

[illegible] ایسے ہی دن اس نے ان دونوں کی باتوں میں خود کو [illegible]ضوع بنتے سنا تھا۔

"تم ہر وقت اسے دیکھتے رہتے ہو۔ میں نے نوٹ کیا تمہاری نظریں اس پر سے نہیں ہٹتیں۔" وہ سخت [illegible] میں زنجابیل کو سنا رہی تھی۔

"میں اسے دیکھتا ہوں بالکل اس طرح جس طرح ہر انسان کو دیکھتا ہوں اسے اس نگاہ سے ہرگز نہیں دیکھتا جس نگاہ سے تمہیں دیکھتا ہوں۔"

"کیا مطلب؟" اس نے وضاحتی انداز سے کہا تھا۔

"مطلب محبت کی نظر۔ یہ نظر صرف تمہارے لیے ہے۔" وہ مسکرایا تھا۔

"کہیں مجھے بے وقوف تو نہیں بنا رہے۔" وہ اپ[illegible]

"کیا تمہیں میری محبت پر اعتبار نہیں ہے۔" اس [illegible] ملامت سے کہا۔

"تمہاری محبت پر تو ہے تم پر نہیں۔" فروا نے مسکرا کر کہا تو وہ بھی مسکرایا تھا۔

اکثر وہ اسے موضوع بنا لیتی اور اسی پر گھنٹوں بولتی۔ کبھی کبھار تو وہ اس قدر چڑ جاتا کہ اسے سخت انداز میں [illegible]ک کر رہ جاتا۔

"کیا تم ہر وقت عدن عدن کی رٹ لگائے رکھتی ہو۔ میرا دماغ مت کھاؤ۔" ہاں وہ تھی اس قابل کہ [illegible] ارزاں سمجھ کر دو چار پل کے لیے ہنسی مذاق میں [illegible] رکھتے۔ قسمت نے اگر یہ ذلت اس کے [illegible] میں لکھ دی تھی تو بے شک وہ ایسا کرنے [illegible] حق بجانب تھے۔ وہ سوچتی رہتی تھی۔

[illegible] اپنی کسی دوست کے گھر گئی تھی جبکہ دونوں نندیں کالج سے واپسی کے بعد اپنے کمروں میں سو رہی تھیں۔ ساس چچا الیاس کے ہاں گئی تھی گھر پر اس وقت خاموشی کا راج تھا عصر کی اذان ہوتے ہی اس نے نماز ادا کی اور کچن میں کھانے کی تیاری کرنے لگی۔ آٹا گوندھ کر اس نے بریانی کے لیے پیاز کاٹنی شروع کی گوشت پہلے ہی گلانے کے لیے رکھ چھوڑا تھا۔

"سنو ایک کپ چائے بنا دو۔ فروا کہاں گئی ہے۔" وہ کچن کے اندر آیا اور فریج سے پانی کی بوتل نکال کر پانی پینے لگا۔

"وہ کسی دوست کے گھر گئی ہے۔" چولہے پر چائے کا پانی رکھ کر اس نے جواب دیا۔

"میں اپنے کمرے میں ہوں۔" کہہ کر وہ چلا گیا وہ چائے بنا کر اس کے پاس لائی چائے سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر وہ کچھ دیر تو متذبذب سے انداز میں کھڑی رہی پھر کچھ ہچکچاہٹ سے کہنے لگی۔

"مجھے کچھ رقم چاہیے۔" جانے کیوں اس پل اسے اس کی آنکھوں میں نمی دکھائی دی تھی۔ اس کی نمناک آنکھیں اس پل بہت کچھ کہہ رہی تھیں۔ اسے [illegible] لگا تھا۔ بنا کچھ کہے اس نے جیب سے رقم [illegible] اسے یہ تک نہیں معلوم ہو سکا تھا کہ اس نے اسے کتنی رقم تھمائی تھی۔

"تھینکس۔" اس کا یہ ایک لفظ اس مرد کے منہ پر طمانچہ مارنے کے لیے کافی تھا۔ اس پل اسے اپنی مردانگی پر جتنی شرم آئی تھی۔۔۔ اسے اپنا آپ جتنا بے غیرت لگا تھا اتنا شاید کبھی اپنا آپ محسوس نہ کیا ہو۔ وہ مرد تھا وہ گھٹیا مرد جس کے منہ پر اس کی بیوی طنز کا تیر مار کر چلی گئی تھی۔ اس کی غیرت پر یہ تازیانہ بہت بھاری لگا تھا۔

☆ ☆ ☆

ان کی شادی کو دو سال بیت چلے تھے فروا ابھی تک ماں نہیں بن سکی تھی۔ اس کی ساس اسے علاج کی غرض سے۔۔۔ کئی ڈاکٹروں کے پاس لے گئی تھی لیکن کوئی آسرا نہ بن سکا تھا۔ عدن کو اپنے ماں باپ بہن

بھائیوں کو دیکھے تین سال ہو چکے تھے اسے لگ رہا تھا کہ اگر مزید ایک دو سال وہ انہیں نہ دیکھ سکی تو وہ ان کے چہروں کو بھول جائے گی۔

دلسوز لمحات اس کی زندگی کا حصہ بن گئے تھے۔ تحقیر، رویے اس کے وجود کے گرد لباس کی طرح لپٹ گئے تھے۔ کسی جانفزا تصور کا دور دور تک امکان نہ تھا۔ اکتاہٹ آمیز انداز میں زندگی بسر ہو رہی تھی۔ ہر موسم اس کے لیے ایک جیسا تھا۔

بے التفاتی نے اسے تھکا دیا تھا۔ اس تھکاوٹ نے اس کے وجود میں وحشت بھر دی تھی۔ ان دنوں اسے اپنا آپ ذلیل ترین لگ رہا تھا ایک ایسا بندہ جو زمین اور آسمان پر اکیلا کھڑا ایک رحم بھری آواز، ایک ترحم آمیز لفظ کا طلب گار ہو۔ اس تشنگی کیفیت نے اسے نڈھال کر دیا تھا وہ بیمار ہو گئی تھی لیکن یہ بیماری بھی اس کی تنہائی کی طرح اس کی ساتھی بن گئی تھی۔ پچھلے کچھ دنوں سے بخار مسلسل ہو رہا تھا۔ جسمانی تھکاوٹ، درد نے اسے نڈھال کر دیا تھا۔

صبح کے ملگجے اجالے میں جب وہ صحن میں آئی تو چار سو خاموشی کا راج تھا۔ لان کے سبزے پر پاؤں رکھتے ہی جانے اسے کیا ہوا تھا کہ وہ لڑکھڑا کر [illegible] بل گری تھی۔ اس کا صبیح چہرہ اس وقت پیلاہٹ لیے ہوئے تھا۔ شکور نے جب اسے اس طرح زمین پر پڑے دیکھا تو یکدم اندر کی طرف بھاگا تھا۔ بے خیالی میں اس نے زنجابیل کے کمرے کے دروازے پر دستک دی تھی۔ دروازہ اسی نے کھولا تھا۔ پھر شکور کے بتانے پر وہ باہر کی طرف لپکا تھا۔ وہ بے ہوش پڑی تھی۔ اس کا جسم آگ کی طرح تپ رہا تھا۔ اسے گاڑی میں ڈال کر وہ ایک پرائیویٹ ہاسپٹل لے گیا تھا۔ وہ ایڈمٹ ہو گئی تھی۔ تھوڑی دیر کے لیے وہ گھر آیا تھا تاکہ ان سب کو خبر کر سکے لیکن وہاں تو گویا بات ہی کچھ اور تھی۔ فروا طیش کے عالم میں اس کی جانب لپکی تھی۔

"کہاں ہے وہ۔ ذرا سی بیماری کا بہانہ کیا خوب ہے۔"

"امی کہاں ہیں؟" اس کی بات کے جواب میں اس نے کہا تو وہ چلاتی ہوئی بولی۔

"میں نے کچھ پوچھا ہے۔" ماں بھی چلی آئی اور وہ بھی اسے ستانے لگی تھی۔ وہ تو گویا پھنس کر رہ گیا تھا۔ انہیں یوں پوتا چھوڑ کر وہ پھر ہسپتال آیا۔ وہ ہنوز اسی حالت میں تھی۔ اس دوران کوئی دس بار فروا کی کالز آئی تھیں۔ جسے اس نے ریسیو نہیں کیا تھا۔ وہ تو کم از کم اس کے قتل میں شریک نہیں ہو سکتا تھا وہ سوچ رہا تھا۔

رات جانے کس پہر وہ کچھ ہوش میں آنے لگی تھی۔ وہ کچھ کہہ رہی تھی۔ وہ اٹھ کر اس کے قریب گیا اور اس کی بات سننے کی کوشش کرنے لگا۔

"امی۔۔۔ امی مجھے لے جاؤ یہاں سے۔ یہ لوگ بڑے۔۔۔ بڑے ظالم ہیں۔ یہ مجھے انسان۔۔۔ انسان۔۔۔ میں جانور ہوں ان کے لیے۔۔۔ میں یہاں نہیں رہنا چاہتی۔۔۔ یہ سب۔۔۔ مجھے لے جاؤ۔ امی اللہ کے لیے مجھے لے جاؤ۔۔۔ مجھے تم سب یاد آتے۔۔۔ سب یاد آتے ہو۔۔۔ میں وہ سب مارتے ہیں مجھے۔ دیکھو میرا جسم۔۔۔ سارا جسم زخمی۔۔۔ مجھے لے جاؤ۔" وہ نیم بے ہوشی [illegible] تھی [illegible] کر وہ شاکڈ رہ گیا تھا۔ وہ مار کھاتی رہی تھی۔ اسے مارا جاتا تھا اور وہ اتنا بے خبر تھا۔

"امی۔۔۔ میں نہیں رہوں گی یہاں۔ لے جاؤ مجھے۔" وہ سسک رہی تھی۔ اس رات جو کچھ وہ بولتی رہی تھی اس نے اس مرد کے ضمیر پر خوب تازیانے لگائے تھے۔ وہ خود فراموشی کے عالم میں جو کہہ رہی تھی وہ اس مرد کے لیے ہولناک تھا۔

ایک دو دن میں بخار کی شدت میں کمی آگئی تھی۔ وہ اب مخدوش حالت میں نہیں تھی۔ تکیے کے سہارے وہ بیٹھی آنکھیں بند کیے نیم دراز تھی جب وہ اندر آیا تھا۔ یکدم سے آنکھیں کھول کر اس نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر آنکھیں بند کر لیں۔ قریب آکر اس نے اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھ دیا تھا۔ بخار قدرے [illegible] تھا۔ کرسی کھینچ کر وہ اس کے مقابل بیٹھتا سنجیدگی سے

"میں تمہیں تمہاری ماں کے گھر لے کے جا رہا ہوں۔ کچھ دن وہیں رہو پھر میں تمہیں لے آؤں گا۔" اس کی بات نے اسے بت بنا دیا تھا وہ بے یقین نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔ پھر اٹھ کر وہ دروازہ لاک کر کے اس کے قریب آکر بولا تھا۔

"اپنی کمر دکھاؤ۔" اس کی بات پر وہ سکتے میں آگئی تھی۔ وہ یک ٹک اسے دیکھے جا رہی تھی۔

"کہا نا اپنی کمر دکھاؤ۔" اسے گم صم دیکھ کر وہ خود اس کی قمیص اٹھانے کو بڑھا تو وہ فوراً بولی۔

"میں ٹھیک ہوں۔" لیکن اس کی بات کو نہ سنتے وہ اس کی قمیص اٹھا کر اس کی کمر پر زخم کے نشان دیکھنے لگا۔

"اور کہاں کہاں مارا ہے۔" وہ اس کی آنکھوں میں براہ راست دیکھتے ہوئے بولا۔ وہ چپ رہی تو وہ پھر بولا۔

"کہاں کہاں اور کس نے مارا ہے۔ کیا پوچھ رہا ہوں میں۔" اس پل اس کی آنکھوں میں نمی ابھرتی دیکھی تھی اس نے۔ جو اپنے اندر اتارتی وہ بولی۔

"ایسا کچھ نہیں ہے میں۔۔۔" پھر جانے کیا ہوا کہ [illegible] کوشش کے باوجود وہ اپنی آنکھوں سے رواں [illegible] روتی رہی وہ اسے روتے ہوئے دیکھتا رہا۔

"اٹھو۔" وہ اسے اٹھاتے ہوئے باہر لے آیا تھا۔ گاڑی میں بیٹھ کر وہ اس کی ماں کی طرف روانہ ہوا تھا۔ اسے ماں کے گھر کے دروازے پر اتارتے ہوئے وہ بولا

"دو ہفتے بعد آؤں گا۔"

گھر میں تو گویا بھونچال آیا تھا سب اس سے خفا تھے۔ اس کی ماں نے تو گویا بات کرنی چھوڑ دی تھی۔

"کوئی جادو کر دیا ہے۔ جو اتنی آزادی دے دی اسے۔ مجھے اپنی شکل مت دکھانا۔ میرے بیٹے کے دشمنوں کے ساتھ تمہاری اتنی محبت کہ خود ان کے گھر ان کے پاس چھوڑ آئے۔"

ماں کی باتیں ناقابل برداشت تھیں لیکن وہ الگ ناراض تھی۔ وہ بھی اس سے بات چیت ترک کر چکی تھی۔

وہ بیڈ پر دراز کسی کتاب کے مطالعے میں مصروف تھی جب اس نے فروا سے بات کرنی چاہی۔

"وہ بیمار تھی تو کیا مرنے دیتا۔ لوگ جانوروں کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کرتے تو کیا میں اپنی بیوی کے ساتھ ایسا کرتا۔"

لفظ بیوی نے تو فروا کو تپا دیا تھا۔

"اوہ تو بیوی کے مرتبے تک لے آئے ہو۔ آج پہلی بار تمہارے منہ سے اس کے لیے لفظ بیوی سنا ہے میں نے خوب اب بڑی طرفداری کرو گے۔ ہاں بھاڑ میں گئی وہ اور بھاڑ میں گئی اس کی بیماری۔ مجھے وضاحتیں مت دو۔"

اس کے قطعی انداز پر اس نے بھی اپنا رویہ چینج کر دیا تھا۔ اگر وہ حقیقت سننے کی روادار نہ تھی تو وہ بھی فضول میں اپنا دماغ نہیں کھپانا چاہتا تھا۔

اس کی ماں نے مکمل بول چال بند کر دی تھی۔

اس نے ایک دو بار اسے منانے کی کوشش کی لیکن وہ ہنوز ناراض ہی رہی تھی۔

جس دن اس نے عدن کو گھر واپس لانا تھا اس دن فروا ناراض ہو کر امی کے گھر چلی گئی جبکہ اس کی ماں بھی فروا کے ساتھ ہی گئی تھی۔ ان کا رویہ ایسا ہونا ہی تھا وہ جانتا تھا۔ وہ جب اسے لینے گھر گیا تو ان کے لاکھ کہنے پر بھی وہ اندر نہ گیا تھا کسی کام کا بہانہ کر کے وہ اسے سیدھا گھر لے آیا تھا پھر اسے گھر پر اتار کر وہ کہیں چلا گیا تھا۔

رات جب وہ گھر آیا تو گھر پر اسے مکمل خاموشی ملی تھی۔ اس کے کمرے کے دروازے پر دستک دینے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو اس نے دروازے کو کھلا پایا۔ اندر آیا۔ کمرے میں زیرو بلب کی روشنی سے کمرہ نیم تاریک تھا۔ دروازہ لاک کر کے وہ بیڈ کی طرف آیا۔ وہ گہری نیند میں سو رہی تھی۔ کچھ پل سوچ کی نذر ہوئے تھے دوسرے ہی پل وہ اس کے قریب بیٹھ گیا تھا۔ کھٹکے کی

http://edigestpk.blogspot.com

...از پر وہ اٹھ کر بیٹھ گئی اور مندی مندی آنکھوں سے ...ھنے کی کوشش کرنے لگی۔

اس کے برابر میں لیٹ کر وہ کچھ پل اسے دیکھتا رہا ...ر پھر کہنے لگا۔

"میں نے دو ہفتوں کا وعدہ کیا تھا ورنہ اس سے پہلے ...جاتا۔ تمہاری طبیعت کیسی ہے اب۔"

"ٹھیک ہے۔" اس نے مختصر جواب دیا تھا۔

"آج کے بعد سے جس نے تم پر ہاتھ اٹھایا تو تم مجھے ...تاؤ گی۔ مجھ سے چھپاؤ گی نہیں۔" اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ ...یں لیتا بولا۔

"جو زخم میں نے دیا ہے اس کا مداوا ابھی میں کروں گا۔" وہ خاموشی سے سن رہی تھی پھر بولی۔

"وہ سب خفا ہوں گے میں نہیں چاہتی کہ کوئی مشکل کھڑی ہو۔" اس نے اسے کسی بھی قسم کے خطرے سے آگاہ کیا تھا۔

"یہ تمہارا مسئلہ نہیں ہے۔ میرا ہے اور تم وہ کرو جو میں کہوں بس۔" وہ اس کے معاملے میں ہمیشہ سخت رہا تھا۔

"قصور میرے بھائی کا تھا لیکن خطاوار میں ٹھہرائی گئی۔ ادھر وہ سب کچھ اور چاہتے ہیں اور آپ کچھ اور آپ تو آرام سے آفس چلے جائیں گے لیکن گھر پر میں کیا کیا فیس کروں گی یہ صرف مجھے پتا ہے۔ میں آپ کا ساتھ نہیں دے سکتی۔"

"تم سے مشورہ میں نے کب مانگا۔"

"یہ میری بھی زندگی ہے میرا بھی حق ہے کہ میں کچھ بولوں اپنے لیے۔ کیا میں کٹھ پتلی ہوں جو۔۔۔ پہلے آپ نے کہا تھا کہ میں سب کی شکایتیں نہ کروں۔ اب کہہ رہے ہیں کہ میں آپ کو بتاؤں۔ پہلے مجھے دیکھنے کے روادار نہ تھے اب ۔۔۔ اب۔" وہ چند ثانیے خاموش رہی اور پھر بولی۔

"میں اب اور سہنے کی طاقت نہیں رکھتی۔ وہ سب مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ لیکن آپ کے اس اقدام کے بعد میں ان کے لیے دنیا کی ذلیل ترین مخلوق بن جاؤں گی۔ وہ آپ کو تو برا نہیں سمجھیں گے صرف مجھے سنائیں گے۔ میں نہیں چاہتی کہ مجھ پر یہاں اور زندگی تنگ ہو۔ آپ فروا کو اپنی بیوی سمجھیں۔ مجھے اپنے حقوق نہیں چاہئیں۔" اس نے حتمی فیصلہ کیا جس پر وہ بڑے مزے سے مسکراتا بولا۔

"تو کیا تم سے اپنا حق لینے کے لیے اب مجھے زبردستی کرنا پڑے گی۔" وہ اسے چپ لیکن بے تاثر انداز میں دیکھتی رہی۔

"جب میں ایسا نہیں چاہتی تو آپ کو کیا تکلیف ہے۔"

"ہے مجھے۔ تکلیف ہے۔ جب میرے ساتھ رہو گی تو میری مانو گی۔" وہ پرسکون سا گویا تھا۔

"میں آپ کو اس قدر ارزاں لگتی ہوں کہ جب جی چاہا پھینک دیا جب جی چاہا استعمال کیا۔" وہ بے یقینی سے دیکھتی جیسے شاک میں تھی۔

"یعنی تم ضد کرنے لگی ہو۔ انا ہے نا۔" وہ استہزائیہ انداز میں ہنسا اور پھر سختی سے بولا۔

"انا کی بات بیچ میں لاؤ گی نا تو بہت پچھتاؤ گی۔ میں کیا ہوں تمہیں اس کا اندازہ نہیں۔ تم انتقاماً" اپنی ضد پر اڑ گئی ہو۔ [illegible]" وہ سنجیدہ ہوا تھا۔

"ایسا نہیں [illegible] اٹھی تھی۔

"تو پھر کیا ہے؟" وہ غصے سے دبے دبے لہجے میں دانت چباتا بولا تھا۔

"میری زندگی اجیرن ہو جائے گی۔ میں ۔۔۔ آپ کو کیوں نہیں سمجھ آ رہی اگر فروا نے آپ کو یہاں دیکھا تو وہ مجھے زندہ درگور کر دے گی۔" وہ رونے لگی۔

"پھر آنسو' میں نے منع کیا تھا نا۔ میں تمہارے آنسوؤں سے پگھلنے والا نہیں۔ انا کی بات ہے تو پھر ایسا ہی سہی۔ میں دیکھتا ہوں تم مجھے کیسے دھتکارتی ہو۔"

صبح وہ جلدی اٹھی تھی۔ وہ گہری نیند سو رہا تھا۔ نہا کر جب وہ باہر نکلی تو اس نے اسے سیل پر بات کرتے دیکھا۔ وہ کسی سے ڈاکومنٹس کی بات کر رہا تھا۔ وہ ایک سرسری نگاہ اس پر ڈال کر جانے لگی کہ سیل آف کر کے وہ اس سے بولا۔

"ادھر آؤ۔" نہ چاہتے ہوئے بھی وہ کچھ قدم چل کر اس کی جانب آئی۔

"یہ سوگ کیوں منا رہی ہو۔" پھر اس کے گیلے بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگا۔ وہ خاموش کھڑی رہی۔ اب وہ مزید بے تکلفی دکھانے لگا تو اس نے ایک جھٹکے سے مڑتے کہا۔

"مجھے کام ہے۔" اس کی حرکت پر وہ مسکراتا رہا۔

"مجھ سے زیادہ ضروری کام ہے۔" پھر مسکراتا بولا "...ے میں کافی اچھی لگتی ہو۔"

"کیوں مجھ میں تو کوئی خاص بات نہیں یہی کہا تھا نا آپ نے پہلے۔" اسے اس کی پرانی بات یاد دلاتی جب وہ اشتعال انگیز انداز میں بولی۔ تو وہ ایک ہلکا سا قہقہہ لگاتے اسے گلے لگاتے بولا۔

"پہلے کی نہیں اب کی بات کرو۔ میری رات کو سن ۔۔۔" وہ اسے دھکیلتی چلی گئی۔

☼ ☼ ☼

وہ فروا اور ماں کو منا کر لے آیا تھا۔ اس کا رویہ فروا کے ساتھ پہلے جیسا ہی تھا۔ جبکہ وہ اس سے کچھ کچھ [illegible] تھی کہ اس وقت بھی وہ فروا کو [illegible] کر رہا تھا۔

"چلو تمہیں شاپنگ کراتا ہوں۔" وہ ہنوز خاموش تھی تو یکدم سے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے قریب کرتے ہوئے بڑے جذب کے عالم میں کہنے لگا۔

"اس کے یہاں رہنے سے تمہیں کوئی خوف کیوں ہے۔ دیکھو میں اسے طلاق دے نہیں سکتا کہ جرگہ کا فیصلہ کیا ہوتا ہے تمہیں پتا ہے۔ گھر سے بھی نہیں نکال سکتا کہ یہ سب طے ہوا تھا پھر بتاؤ کیا کروں میں۔" وہ اسے رام کر رہا تھا۔

"تو اتنا میٹھا بننے کو بھی تو جرگہ نہیں بولا تھا۔" وہ گویا ...ڑی تھی۔

... مسکرایا۔ ذہن کے پردے پر اس کے ساتھ بیتی ...ت کی فلم کچھ اس طرح لہرائی کہ وہ چپ کر گیا تھا۔

"چپ کیوں ہو گئے۔" اسے یکدم خاموش پا کر وہ بولی۔

"تم کچھ بھی کہو پر وہ بیوی تو ہے نا میری۔ اب میں اس رشتے سے جان تو نہیں چھڑا سکتا اور پھر یہ فیصلہ میرا نہیں ہے یہ سب کا مشترکہ فیصلہ تھا پھر تم سب مجھے اس معاملے میں کیوں گھسیٹ رہے ہو۔"

"تم آج کل اس کے ساتھ کچھ زیادہ ہی ہمدردیاں دکھا رہے ہو۔ مجھے اچھا نہیں لگتا۔" اس نے دل کی بات بتائی تو وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

"فضول کی سوچیں رہنے دو اور کچھ پیار بھری باتیں کرو یقین کرو کب سے ترس رہا ہوں تمہاری ایک پیار بھری بات کے لیے۔" اس پل وہ مان گئی تھی کہ وہ اس کو چاہتی بھی بہت تھی۔ اس کی محبت اسے اس سے بدگمان کر دیتی تھی جس میں وہ خود کو سراسر بے قصور سمجھتی تھی۔

چچا الیاس کی بیٹی کی شادی تھی سب وہاں گئے تھے۔ وہ گھر پر رہ گئی تھی۔ اس کی عجیب حالت تھی۔ وہ بہت سستی اور تکان محسوس کر رہی تھی۔ اور کئی بار تو اسے ابکائی بھی آئی تھی۔ اپنے ساتھ ہونے والی "گڑبڑ" کا اسے بخوبی اندازہ ہو رہا تھا سب سے بڑا طوفان اس خبر [illegible] وہ اس کا سوچ سوچ کر اور بھی پریشان ہو رہی تھی۔ لان میں بیٹھی وہ اپنی سوچوں میں منہمک تھی جب وہ آ کر اس کے قریب کی کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔ وہ خاموشی سے اس کے چہرے کو پڑھ رہا تھا یکدم سے ہڑبڑا کر وہ نظریں پھیر کر درخت پر بیٹھے کوؤں کو دیکھنے لگی۔ پھر جانے کیا سوچ کر وہ اس کی طرف دیکھتی کہنے لگی۔

"آپ مجھے کسی طرح سے ہسپتال لے جا سکتے ہیں۔" اس کی بات پر وہ سوالیہ انداز میں کچھ دیر تکتے رہنے کے بعد بولا۔

"کیوں؟"

"مجھے کام ہے۔" اس کی آواز پرسکون تھی۔

"تمہیں جو کام ہے وہ مجھے معلوم ہے۔" حیرت سے وہ یکدم سر اٹھائے اس کی طرف دیکھنے لگی تھی۔

http://edigestpk.blogspot.com

"میرے بچے کو کوئی نقصان نہیں پہنچنا چاہیے۔ سمجھیں تم۔"

"آپ کو کس طرح۔۔۔؟" وہ الجھن بھرے انداز میں کہنے لگی تو وہ بولا۔

"ایسا کوئی بھی خیال دل سے نکال دو۔ مجھے بچہ چاہیے اور ہاں رات کو کمرے کا دروازہ لاک نہیں کرنا۔ میں آؤں گا۔" یہ کہتے ہی وہ اٹھ کر گیٹ سے نکل گیا تھا جبکہ وہ اس کی باتوں پر حیران و پریشان رہ گئی تھی۔

رات کا کھانا کھاتے ہی وہ اپنے کمرے میں سونے چلی گئی جانے رات کا کون سا پہر تھا جب وہ اسے جگا رہا تھا۔

"پلیز کوئی آجائے گا۔" وہ ہراساں سی بولی تو وہ کہنے لگا۔

"یہ تمہارا درد سر نہیں ہے۔" وہ اس کے برابر لیٹ گیا تھا۔ وہ اٹھی تو اس نے کھینچ کر اسے اپنے ساتھ لٹایا تھا۔

"آپ کیوں میری جان کے دشمن بن گئے ہیں۔ وہ سب بہت ناراض ہوں گے اور اگر انہیں خبر ہو گئی کہ میں پریگننٹ ہوں تو وہ تو مجھے مار ہی دیں گے۔ مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔ میں ابارشن۔۔۔" وہ بھناتا ہوا اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔

"میں یہاں تمہاری تقریر سننے نہیں آیا اور اس وقت تم بہت اچھی طرح سمجھ رہی ہو کہ میں کیا چاہتا ہوں۔"

صبح جب وہ اٹھی تو وہ اسے بستر پر نظر نہیں آیا تھا۔ وہ شاید جلدی چلا گیا تھا۔ دوپہر کے وقت وہ پھر آیا تھا۔

"دماغ ٹھکانے پر آیا ہے کہ نہیں۔" وہ کمرے میں بستر پر دراز کتاب پڑھ رہی تھی کہ ایسا مزا صرف ان کی غیر موجودگی میں ہی وہ لے سکتی تھی وہ تو اس کے پڑھنے پر بھی طنز کے تیر اس طرح چلاتے تھے کہ وہ خود کو ایک مجرم سے بھی زیادہ قصوروار سمجھنے لگتی تھی۔ وہ اٹھی اور بستر سے اتر کر سلیپرز پہن کر اپنا دوپٹہ اٹھایا۔

"میں چائے لے آؤں۔" وہ شاید اس سے فرار حاصل کرنا چاہ رہی تھی۔ اس کا ہاتھ تھام کر وہ اسے روک چکا تھا۔

"آپ کو اس بات کا احساس ہو نہیں سکتا۔ میں مجھے پتا ہے کہ مجھے کیا سننا پڑے گا۔ وہ سب بہت ناراض ہوں گے۔ میں آپ کے سامنے ہاتھ جوڑتی ہوں میرے لیے زندگی اور مشکل مت بنائیں۔" اس نے اس کے آگے ہاتھ جوڑے۔

"مجھے آپ سے کچھ نہیں چاہیے۔ نہ ہی میں کبھی گلہ کروں گی۔ یہ سب میرا جینا حرام کر دیں گے۔" وہ حقیقتاً خوفزدہ تھی۔

"میں ہوں نا۔" اس نے بڑے اطمینان بھرے انداز سے کہا تو اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔

"آپ کو شاید اس بات کا احساس نہ ہو کہ سر پر آسمان اور زمین پر وجود کسی کے لیے کتنا اہم ہو سکتا ہے۔ یہ میں جانتی ہوں۔ ان چند سالوں میں میں جان گئی ہوں۔ اور اب آپ مجھ سے دونوں آسرے چھیننا چاہ رہے ہیں۔ مجھے منہ کے بل گرانا چاہتے ہیں۔ آپ کے لیے مشکل نہیں ہے پر میرے لیے مشکل ترین ہے۔" آج وہ اس سے تفصیلاً بات کر رہی تھی و کرنہ [illegible]

http://edigestpk.blogspot.com

"تم شادی میں نہیں جاؤ گی؟" وہ شادی سے متعلق کہہ رہا تھا۔

"نہیں۔" اس کے دوٹوک انداز پر وہ کچھ پل اسے دیکھتا رہا پھر کہنے لگا۔

"میں ابھی جا رہا ہوں۔ کچھ دیر بعد تم بھی وہاں آنا۔"

"میں نہیں آسکتی۔" اس نے معذرت کی تو وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بولا۔

"ضد کر رہی ہو۔"

"میری طبیعت ٹھیک نہیں۔" خفیف سی گھبراہٹ لیے وہ بولی۔

"اس طرح سب سے کٹ کر تم کیا ثابت کرنا چاہتی ہو۔ کہ تم بہت مظلوم ہو۔ تم پر سب ترس کھائیں اور۔۔۔"

"آپ نہیں سمجھیں گے۔ میری بات آپ کی سمجھ میں نہیں آسکتی۔" اس کی بات کاٹ کر وہ جھلاہٹ آمیز انداز میں بولی تھی۔

"میرے وہاں جانے کے بعد تم وہاں آؤ گی وہاں کیا ہو گا یہ میرا مسئلہ ہے۔" اسے وارن کر کے وہ چلا گیا جبکہ وہ معصوم دلہن لیے تیار ہونے چل دی تھی۔ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ سب اس سے چاہتے کیا تھے۔ اگر قسمت اسے یہاں اس طرح لائی ہی تھی تو پھر اس قدر ذلت آمیز زندگی اس کی تقدیر کیوں بن گئی تھی۔

اس دن وہ شادی میں چلی گئی تھی لیکن جس انداز سے ان سب نے اسے دیکھا تھا اس نے دعا کی تھی کہ وہ زمین پر سے جادو کے زور سے غائب ہو جائے۔

"گھر کس کے حوالے کر کے آگئیں تم۔" ساس نے قریب آتے ہی ایک تیر اس کی طرف اچھالا تھا۔ وہ کوئی جواب دینا ہی چاہتی تھی کہ نند بھی آکر اپنے جلے دل کے پھپھولے پھوڑنے لگی۔

"اگر تمہیں آنا تھا تو مجھے کہتیں میں گھر پہ رک جاتی اس طرح گھر خالی تو نہ چھوڑ آتیں۔" دوسری نند نے بھی دھمکی آمیز انداز میں کہا تھا۔

[illegible] والا کام [illegible]

گھیرے میں پھنسی اپنی زندگی میں آنے والے دوسرے طوفان کا سامنا کرنے کی ہمت خود میں کھوتی جا رہی تھی۔

وہ سب اس کی طبیعت میں تبدیلی دیکھنے لگے تھے اور مزید بات اس کی قے سے کھلی تھی۔

"مجھے تو پہلے ہی شک تھا۔ تو یہ گل کھلائے جا رہے تھے۔ بتا کس کا گناہ اپنے پیٹ میں لیے پھرتی ہے۔ میرا بیٹا تو تمہیں گھاس تک نہیں ڈالتا۔ بول کس کے ساتھ گل کھلاتی رہی ہے۔" صبح سویرے وہ اس پر پل پڑی تھیں۔ سب گھر والوں کو اکٹھا کر چکی تھیں۔ وہ بھی شور کی آواز پر آیا۔ ماں کے سامنے کھڑی عدن کو دیکھ کر وہ ٹھٹک گیا۔

"بتا کس کا گناہ اپنے پیٹ میں لیے پھر رہی ہو۔" وہ بار بار چلائی تھیں۔

"میرا۔" یکدم سے کہتا وہ ماں کے سامنے آیا سب کو سانپ سونگھ گیا تھا۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے تکے جا رہی تھیں۔

"کیا کہا تم نے؟" فروا آگے بڑھی تھی۔

"میرا بچہ ہے یہ۔ اب ٹھیک ہے نا یا اب بھی کوئی مسئلہ ہے۔ تم جاؤ۔" سامنے کھڑی عدن کو دیکھتے ہوئے وہ قدرے ترشی سے بولا ان سب کو ورطہ حیرت میں ڈالے وہ اس کے پیچھے کمرے میں گیا تھا۔

"تم میرا نام نہیں لے سکتیں۔" وہ اس پر چڑھ دوڑا تھا۔ وہ رونے لگی تھی۔

"کیوں کیا ناجائز ہے جو اس طرح رو رہی ہو۔ اب تم مجھے شرمندہ کرنے کی کوشش مت کرو۔ سمجھیں تم۔" اسے مسلسل روتے دیکھ کر وہ مزید بولا۔

"ان سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ تمہیں کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ میں ہوں نا۔ کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ اس موضوع پر ان سے کوئی بات مت کرنا۔ سمجھیں میں کیا کہہ رہا ہوں۔"

گھر میں گویا کہرام مچ گیا تھا۔ فروا چیخ چلا رہی تھی۔

"[illegible] دھوکہ دیا تم نے مجھے کس قدر چھپ کر گیم کھیلا میری ہی آنکھوں کے سامنے، میری آنکھوں میں دھول جھونک کر تم اس کے ساتھ رنگ رلیاں مناتے رہے۔ اتنا فراڈ۔"

"اس وقت تمہیں سب غلط لگ رہا ہے پر جب ٹھنڈے دماغ سے سوچو گی تو تمہیں یہ غلط کے بجائے بالکل ٹھیک لگے گا۔ تم ایک عورت ہو ایک عورت کے جذبات و احساسات کو سمجھو۔"

"میرے جذبات و احساسات کو چولہے میں جھونک کر اس کے جذبات و احساسات کی تمہیں بڑی فکر لاحق ہو گئی۔"

"اس کا بھی مجھ پر اتنا ہی حق ہے جتنا تمہارا۔"

"نہیں تمہارا مطلب دراصل یہ ہے کہ اس کا تم پر مجھ سے زیادہ حق ہے۔"

"میں نے ایسا نہیں کہا۔" وہ ترشی سے بولا۔

"تمہارا بھڑکنا، تمہارا اس کے فیور میں بولنا، یہ سب ظاہر کر رہا ہے کہ تمہارا زیادہ حق اس پر ہے۔" ایک طویل و بے کار بحث نے جھگڑے کی شکل اختیار کرنی چاہی تو اس کے پاس سے ہی ہٹ گیا۔ اس کی ماں نے ایک بار پھر بات کرنا ترک کر دیا۔

"تم نے دشمن کی بیٹی کو اتنا اہم مقام دیا۔ اس دشمن کی بیٹی کی اولاد اب اس گھر میں۔۔۔"

"وہ آپ کے بیٹے کی اولاد ہے۔" اس نے بے یقین نگاہوں سے دیکھتے ہوئے ماں کی ادھوری بات مکمل کی تھی۔

"میں نے تمہیں قسم دی تھی کہ اسے بیوی نہیں سمجھو گے۔ اسے ہاتھ نہیں لگاؤ گے۔" انہوں نے قطعی انداز میں کہا تو وہ بولا۔

"آپ کیسی ماں ہیں جو اپنے بیٹے کو اتنا گناہ گار بنانا چاہتی ہیں کہ وہ دوزخ کی بھٹی میں جلتا رہے۔ ایک لڑکی کی پوری زندگی برباد کرنے کی سزا کیا ہو سکتی ہے اس کے شوہر کے لیے آپ کو پتا ہے۔ کیا آپ کی قسم کے لیے میں دوزخ خرید لوں اپنے لیے۔" وہ سوالیہ انداز میں۔۔۔ دیکھتا رہا۔

"نہیں میں ایسا نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ اس بات کے لیے جواب دہ مجھے ہونا ہے۔ آپ لوگوں کو نہیں۔ میں نے جو ٹھیک سمجھا وہ کیا۔ اب میری سب سے درخواست ہے کہ اس معاملے کو بجائے اچھالنے کے اسے اس گھر کی عزت سمجھتے ہوئے دبا لیں۔ اسی میں سب کی عزت ہے۔ اگر بات اچھلی تو بے عزتی سراسر آپ کی ہو گی۔"

بیٹے کی باتیں انہیں درست لگی تھیں لیکن دل میں عداوت و کدورت کچھ اس طرح رچ بس گئی تھی کہ دل سے جاتی ہی نہ تھی۔ بات کھلتے ہی فروا کے گھر والے آئے انہوں نے بھی بہت واویلا مچایا تھا۔ فروا کسی زخمی ناگن کی طرح موقع کی تاک میں تھی وہ اس کا گلا دبانا چاہتی تھی جو زنجابیل کو اس سے چھیننے کی کوشش کر رہی تھی۔ سب کا رویہ پہلے سے بھی زیادہ بگڑ گیا تھا۔ ایک سسر نے کچھ خاموشی اختیار کیے رکھی تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے دیکھ لیا تھا کہ زنجابیل اس معاملہ میں عدن کے ساتھ تھا۔ ان کی جہاندیدہ نظروں نے جان لیا تھا کہ بہتری اسی میں تھی کہ اس معاملے میں خاموشی اختیار کی جائے بیٹے کی مخالفت ان کے حق میں غلط ہو سکتی تھی۔

گھر بھر پر ایک سوگوار سی کیفیت طاری تھی۔ جیسے کسی بڑے سانحہ کا گزر ہوا ہو۔ فی الحال وہ بھی چپ تھا کہ زیادہ مخالفت سود مند نہ تھی۔ وہ فی الحال اس سے دور رہنا چاہتا تھا اس لیے ہنوز فروا کے ساتھ ہی کمرے میں ہوتا تھا۔ وہ اس سے بات نہیں کرتی تھی وہ خود بات کرنے کی کوشش کرتا تھا اس پر کوئی رسپانس نہیں مل رہا تھا۔

"پلیز فروا تم سمجھنے کی کوشش کرو میں نے یہ سب تم لوگوں کو تکلیف دینے کے لیے نہیں کیا بلکہ۔۔۔"

"مجھے سونے دو۔" وہ کروٹ لے کر بولی۔

وہ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے بولا۔

"میرے بغیر سو سکتی ہو۔" اس کی بات پر اس کی آنکھوں سے آنسو گرے تھے۔ پھر رخ موڑ کر وہ اس [illegible] ایک اطمینان بھری لہر اس کے پورے وجود میں دوڑ گئی۔ وہ اسے تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا پر تکلیف دیے بغیر چارہ بھی نہ تھا۔

وہ اس سے محبت کرتی تھی وہ بھی اسے چاہتا تھا لیکن یہ سب جو ہو رہا تھا شاید یہ تقدیر کا لکھا تھا۔ اس نے مان لیا تھا۔

صبح وہ آفس کے لیے نکلا گھر پر موبائل رہ گیا تھا جس کی خاطر اسے واپس مڑنا پڑا تھا۔

"کس کی مرضی سے تم نے یہ حرکت کی بڑے اونچے خواب دیکھتی ہو۔ اب دیکھتی ہوں کیسے تم یہ بچہ پیدا کرتی ہو۔" اس کی ساس نندیں اسے بڑی بے دردی سے مار رہی تھیں۔ وہ ناقابل یقین نگاہوں سے دیکھتا جیسے جم کر رہ گیا تھا۔

"میرے بیٹے کو ورغلایا۔ ہمارے خلاف محاذ پر کھڑا کر دیا۔ ہاں اب میں تمہیں بتاتی ہوں۔" ہوش میں آتے ہی وہ تقریباً" بھاگتے ہوئے ان تک پہنچا تھا۔ اسے دیکھ کر وہ روتے ہوئے اس کے عقب میں چھپ گئی تھی۔ اس کی سسکیاں یکدم ہونے والی خاموشی میں گونج رہی تھیں۔ ایک قہر برساتی نگاہ ماں اور بہنوں پر ڈالے وہ نہایت آگ برساتے لہجہ میں بولا۔

"آج کے بعد اگر کسی نے اس کو بری نگاہ سے بھی دیکھا تو میں وہ کروں گا جو مجھے نہیں کرنا چاہیے۔ میں نہ تو آپ کا بیٹا ہوں اور نہ ان کا بھائی۔" بہنوں پر قہر آلود نگاہ ڈالتے وہ اس کا ہاتھ پکڑے اسے اس کے کمرے میں لایا تھا۔

"تم انسان ہو یا جانور، کہتی کیوں نہیں تم مجھے۔" وہ ان کا غصہ بھی اس پر نکالنے لگا۔

"چلو ڈاکٹر کے پاس۔" پھر وہ اسے سب کے سامنے ڈاکٹر کے پاس لے گیا تھا۔

اس دن کے بعد سے اس نے دن مخصوص کر دیے تھے تین دن ایک کے پاس اور تین دن دوسری کے ساتھ بتانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

رات کو وہ اس سے یہی پوچھ رہا تھا۔

[illegible] کر بولا۔

"کسی نے ایوارڈ دیا تمہیں۔" پھر کچھ توقف بعد بولا۔

"میں چاہوں تو تمہیں الگ گھر میں رکھوں پر تمہارا اس حالت میں الگ رہنا ٹھیک بھی نہیں۔ کیا کروں کچھ نہیں آ رہی۔" وہ حقیقتاً" پریشان تھا۔

"یہ سب کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔" وہ جو بولی تو اس پر گویا دھماکہ کر گئی تھی۔ اس کی بات پر اس کی کشادہ پیشانی شکن آلود ہو گئی تھی۔

"یہ سب جھک مارنے کے لیے کیا میں نے۔"

"میرا یہ مطلب نہیں تھا۔" اس نے وضاحت کرنی چاہی تو وہ اس کی بات کاٹتا بولا۔

"اب یہ تمہیں کچھ نہیں کہیں گے۔ اور دوسری بات جب میں یہاں اس کمرے میں ہوں تو صرف میری تمہاری بات ہو گی بس میں گھر والوں کے خلاف یا کسی کے بارے میں کچھ نہیں سنوں گا۔ کوئی مسئلہ ہو یا کسی سے شکایت ہو کہہ سکتی ہو اک بار، بار بار ایک بات سننے کا عادی نہیں ہوں میں۔" خود ہی ہنگامے لیتا تھا اور اب اسے کسی کے خلاف نہ بولنے کا کہہ رہا تھا۔ وہ دل ہی دل میں خفا ہوئی تھی۔

"میرا بچہ تو ٹھیک ہے نا۔" اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتا وہ آنکھیں بند کر گیا تھا۔ اس نے سر اثبات میں ہلایا۔

"جواب دو۔" ہنوز آنکھیں بند کیے وہ بولا تو وہ بولی۔ "ٹھیک ہے۔"

"میرا بچہ میری طرح ہونا چاہیے۔"

"نہیں اچھا ہونا چاہیے۔" اس کے منہ سے بے ساختہ نکلا تھا۔ آنکھیں کھول کر اس نے اس کے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں برا ہوں۔" وہ چپ رہی۔

"تم سے کچھ پوچھ رہا ہوں۔"

"میں نے یہ تو نہیں کہا۔" اس نے دھیرے سے کہا تھا۔

"[illegible] بول کر دکھایا نا تو پھر بھاگ جاؤ گی۔" اس رات اس نے اس کے زخموں پر محبت کے مرہم لگانے کی کوشش کی تھی۔ یہ فیصلہ اس مرد کا نہ تھا تقدیر کا تھا جو کچھ اور کرنے والی تھی۔

☼ ☼ ☼

"میں تمہارے ساتھ نہیں رہوں گی۔" حتمی انداز اختیار کیے فروا اس کے سامنے کھڑی اٹل انداز میں بولی تھی۔ اس کا ناقابل فہم رویہ اسے ابھار رہا تھا۔

"تمہیں پتا تھا کہ میں کسی کا شوہر ہوں۔ پہلے سے تم یہ جانتی تھیں اور تم دوسری بیوی بن کر آئی ہو۔ وہ نہیں تو پھر اس طرح ری ایکٹ کیوں کر رہی ہو جیسے تمہیں پہلے سے کچھ معلوم نہ تھا اور یہ غم اب تمہارے اعصاب پر پڑتا ہے۔" نہ چاہتے ہوئے بھی وہ کچھ تلخ ہونے لگا تھا۔

http://edigestpk.blogspot.com

"اوہ۔ اب سمجھی تو میں دوسری بیوی ہوں۔ یعنی زیادتی۔۔۔ تم کہنا چاہتے ہو کہ میں نے زیادتی کی ہے اس لڑکی کے ساتھ۔" پھر نہایت ترشی سے کہا۔

"اب تم فیصلہ کر لو کہ تم میرے ساتھ رہو گے یا اس کے ساتھ۔ میں تمہیں اس کے ساتھ شیئر نہیں کر سکتی تمہیں اسے چھوڑنا پڑے گا۔ سمجھے تم۔" وہ چلائی تھی۔ اسے لگ رہا تھا کہ تحمل 'برداشت سے بات کافی آگے نکل چکی ہے۔

"میں اسے نہیں چھوڑ سکتا۔ تمہیں پتا ہے کہ یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ چاہے کچھ بھی ہو میں اسے طلاق نہیں دوں گا۔ پھر تم بار بار اسے چھوڑنے کی بات کیوں کر رہی ہو۔" اس کی بات پر وہ چند ثانیے کے لیے خاموش رہی تھی پھر کہنے لگی۔

"تمہیں تو وہ زیادہ پیاری ہے نا کہ تمہارے بچے کی ماں بننے والی ہے۔" اس کے اچانک کے جملے پر وہ کچھ پل کے لیے چپ رہا تھا پھر تامل کر کے بولا۔

"مجھے تم سے محبت ہے تم جانتی ہو۔"

"تمہیں پتا ہے جہاں محبت نہیں ہوتی وہاں بار بار محبت جتائی جاتی ہے۔" اس کے جملے نے اسے گنگ کر دیا تھا۔

"تمہیں غلط فہمی ہے اس وقت نیگیٹو سوچ رہی ہو۔ الٹے چشمے سے سب الٹا ہی دکھے گا۔"

"اور اگر سب الٹا ہی ہو تو۔" وہ کھوئے کھوئے لہجے میں بولی تھی۔

"پلیز تم سمجھنے کی کوشش کرو۔ میں نے پہلے ہی اس کے ساتھ بہت زیادتی کی ہے۔ تمہیں پتا ہے بہت گناہ کیا ہے میں نے۔ تمہیں اس بات کا احساس ہونا چاہیے کہ وہ بھی جوان ہے اگر۔۔۔ اگر کل کو وہ کچھ غلط کرتی تو اس سب کا اصل ذمہ دار کون ہوتا میں۔" اس نے میں پر زور دیتے ہوئے کہا تھا۔

"پھر مذہبی طور سے سوچو۔ اگر میں نے اس کے حقوق ادا نہیں کیے ہوئے تو میں کسی عذاب سے دوچار ہو سکتا تھا۔ محبت میں نے تم سے کی ہے وہ ایک بے ضرر لڑکی ہے۔ تمہیں اس سے۔۔۔"

"تم اس کی حمایت مت کرو۔ جب تم اس کی حمایت کرتے ہو مجھے سخت زہر لگتے ہو۔ یہ تم نہیں تمہاری محبت بولتی ہے۔" وہ رونے لگی تھی۔ اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی وہ ان کو کس طرح سمجھائے۔ لیکن ایک بات جس پر ثابت قدم تھا وہ یہ تھی کہ وہ اب ان دونوں کے ساتھ انصاف کرنے لگا۔ اس بات پر بھی وہ جھگڑنے لگی تھی۔

"تم آج اس کے پاس نہیں جاؤ گے۔" اس کا حتمی لہجہ اسے اچھا نہیں لگا تھا۔

"تم مجھے روک نہیں سکتیں۔" اسے بھی غصہ آیا تھا۔

"تمہیں اس کی قربت اچھی لگتی ہے۔ تبھی تم اس کی طرف بھاگتے ہو۔" وہ چلائی تھی۔ "تم اسے مجھ پر فوقیت دے رہے ہو۔" وہ روتے ہوئے اس کے گلے لگی تھی۔ اسے زار و قطار روتے دیکھ کر وہ چند ثانیے کے لیے خاموش رہا تھا۔

"تم اس کے پاس نہیں جاؤ گے۔ وہ تمہیں۔۔۔ تم اسے چھوتے ہو مجھے اچھا نہیں لگتا۔" وہ دبی دبی آواز میں کہہ رہی تھی۔

"تم اس کے پاس [illegible] نہیں جاؤ گے۔" وہ مسلسل روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ پھر اس رات وہ اسی کے پاس رہا تھا اس کے سوتے ہی وہ کروٹ لیے عدن کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ جانے اب زندگی کیا کچھ کرنے والی تھی اس کے ساتھ۔ منصور کی موت نے تو اسے ہی زندہ درگور کر دیا تھا۔ رات دیر تک وہ جاگتا رہا تھا نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی خیالات کا تلاطم اسے کہیں سے کہیں جا پہنچتا۔ اس کے ساتھ یہ کیا مذاق ہو رہا تھا وہ سوچتے سوچتے پاگل ہونے والا تھا۔

شدید پریشانی تب لاحق ہوئی جب اس نے اس کے پاس جانے پر ہٹ دھرمی دکھائی۔

"اگر تم اس کے پاس گئے تو میں خود کو مار ڈالوں گی۔" اس کی دھمکی پر اسے بھی ضد آ گئی تھی۔ وہ اسے روتا بلکتا چھوڑ کر عدن کے پاس آیا تھا۔ وہ جانے کدھر

غائب تھی۔ کمرے میں اسے نہ پا کر اسے شدید غصہ آیا تھا۔ اسے ڈھونڈتا ہوا وہ باہر آیا کچن 'لاؤنج' ڈرائنگ روم ہر جگہ 'وہ نہیں تھی۔ وہ اسٹور میں آیا۔ وہ وہیں الٹی کوئی کتاب لیے بیٹھی تھی۔

"کیا کر رہی ہو یہاں۔" وہ الٹا اس پر غصہ ہونے لگا۔

"میں۔۔۔ کچھ کام تھا۔" اس نے ہکلا کر کہا تھا۔

"تمہیں ساری دنیا میں ڈھونڈتے ڈھونڈتے تھک گیا میں۔ تم یہاں بیٹھی۔۔۔ عذاب ہو تم۔ زندگی اجیرن کر دی ہے تم نے میری۔ اب میرا منہ کیا دیکھ رہی ہو۔ آؤ میرے ساتھ۔" اسے ہاتھ سے پکڑے وہ تقریباً" دوڑاتا ہوا کمرے میں لایا تھا۔ ابھی وہ کچھ کہنے ہی والا تھا کہ اس کے کمرے کا دروازہ زور زور سے بجنا شروع ہوا۔ باہر زرین کھڑی تھی۔

"بھائی 'بھابھی نے سلیپنگ پلز کھالی ہیں ان کی طبیعت کافی خراب ہے جلدی کریں انہیں ہسپتال۔"

وہ یکدم باہر کی طرف بھاگا تھا پھر وہ کیسے اسے ہسپتال لایا تھا کس طرح سب کچھ آنا" فانا" ہوا تھا وہ نہیں جانتا تھا۔۔۔ شکست خوردہ انداز میں بیٹھا [illegible] آج اس شدت سے یہ خواہش کر رہا تھا کہ وہ چلائے اتنا چلائے کہ اس کے اندر کی تمام گھٹنیں ختم ہو جائیں۔

"اب اس کی حالت خطرے سے باہر ہے۔" I.C.U سے نکلتی ڈاکٹر نے اسے تسلی آمیز انداز میں کہا تھا۔ اس کی ساس اسے ہی مورد الزام ٹھہرا رہی تھیں "اس لیے شادی کی تھی۔ میری پھول سی بچی کو کس قدر برباد کر کے رکھ دیا۔ اس دشمن کی بچی کے لیے۔" وہ کف افسوس ملتی جانے اور کیا کچھ کہتی رہی تھیں۔

اس نے اب محتاط رویہ اختیار کرنا شروع کیا تھا۔ اب بھی وہ اپنے محاذ پر ثابت قدم تھا لیکن اب اس نے سب کے ساتھ اپنا رویہ کافی بدل لیا تھا۔ اب وہ زیادہ تر خاموش رہتا تھا۔ خاموشی اس کی ذات کے اندر گہرا اثر کرنے لگی تھی۔

جس شام وہ ہسپتال سے ڈسچارج ہو کر آئی اسی شام عدن اس کا پوچھنے اس کے کمرے میں گئی وہ تو اسے دیکھ کر ہی چلانے لگی۔

"نکل جاؤ یہاں سے۔ تم ہو ذمہ دار اس سب کی جو اس گھر میں ہو رہا ہے۔ دفع ہو جاؤ یہاں سے۔" اس کے چہرے کی متغیر رنگت پر زنجابیل نے ایک خاموش نگاہ ڈالی تھی۔ وہ بولا کچھ نہیں تھا وہ خاموشی سے چلی گئی تھی۔

آج کی رات جب وہ اس کے پاس تھا وہ ہمت مجتمع کر کے بولی تھی۔

"اگر میں یہاں سے چلی جاؤں تو آپ سب کی زندگی میں سکون آ سکتا ہے نا۔" اس کے دھیرے سے کہے گئے ان الفاظ پر وہ جو اپنی شرٹ اتار رہا تھا۔ حیرت سے اسے دیکھتے بولا۔

"مطلب؟"

"میں یہاں سے جانا چاہتی ہوں اگر آپ مجھے۔"

"کہاں جاؤ گی؟" اس کے ماتھے پر ناگواری کا جال بن گیا تھا۔

"کہیں بھی۔"

[illegible] ناگوار تاثرات چہرے پر لیے وہ نہایت کرخت انداز میں بولا۔

"میں تمہیں کیا دکھائی دیتا ہوں۔" شرٹ اس کے منہ پر مارتے وہ غضبناک ہوا تھا۔

"تم میری مردانگی چیلنج کر رہی ہو۔"

"میں ایسا کچھ نہیں کر رہی میں تو۔۔۔"

"تم یہ جتا رہی ہو کہ میں تمہیں نہیں رکھ سکتا۔ میں اس سارے مسئلے کو فیس یا حل نہیں کر سکتا۔ ہے نا۔"

"میں نے ایسا کچھ نہیں کہا آپ غلط۔۔۔"

"یہی مطلب ہے تمہارا۔"

"وہ دوبارہ ایسا کچھ کر سکتی ہے۔ وہ خودکشی کر لے گی۔ تب آپ پچھتائیں گے۔ میں اس لیے کہہ رہی ہوں کہ مزید کچھ بڑا نقصان نہ ہو۔" اس نے روہانسے انداز میں کہا۔

http://edigestpk.blogspot.com

"میں اسے مرنے نہیں دوں گا۔" بیڈ کنارے بیٹھ کر اس نے شوز اتارے، پھر بیڈ پر لیٹ گیا۔ وہ اس کے پاس بیٹھ کر بولی۔

"آپ ہماری دوستی نہیں کرا سکتے۔" اس کی بات سن کر ایک پل کے لیے تو وہ تحیر زدہ رہ گیا تھا پھر کھلکھلا کر ہنسنے لگا تھا۔ اسے اس طرح ہنستے دیکھ کر اپنا مذاق بنوانا اچھا نہیں لگا تھا۔ وہ اٹھ کر جانے لگی کہ اس نے ہاتھ پکڑ کر اسے پاس بٹھایا تھا۔

"وہ تمہاری صورت دیکھنے کی روادار نہیں اور تم اس سے دوستی۔" وہ اب بھی مسکرا رہا تھا۔

"تم نے کبھی کسی سے عشق وشق کیا؟" اس کا سرسری لہجہ بہت خاص لگا تھا اسے اس نے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"کبھی کسی سے نہیں۔" وہ تصدیق چاہ رہا تھا یا کچھ اور اس نے سر نفی میں ہلایا تو وہ بولا۔

"مجھ سے بھی نہیں۔" اس کی بات کے جواب میں وہ خاموش رہی تھی۔

"فروا مجھ سے بہت محبت کرتی ہے۔ بلکہ میں کہوں کہ عشق کرتی ہے تو یہ صحیح ہو گا۔ اگر مجھے تم دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ رہنا پڑا اور فیصلہ تمہارے حق میں ہوا تو کیا کرو گی تم۔" وہ پوچھ رہا تھا یا بتا رہا تھا۔ وہ سمجھ نہ پائی تھی۔

"بولو نا کیا کرو گی تم۔" جانے وہ کیا پوچھنا چاہتا تھا۔

"تو میں اپنا بچہ لے کر چلی جاؤں گی۔" اس کے الفاظ نے اسے کچھ پل کے لیے گہرے استعجاب میں ڈالا تھا۔

"تم ایک بار بھی مجھے منانے کی کوشش نہیں کرو گی۔" جانے وہ کیوں ابہام بھری باتیں کر رہا تھا۔

"نہیں میں زبردستی مسلط نہیں ہونا چاہتی۔" کچھ توقف بعد بولی۔

"اگر مجھے فیصلہ کرنے دیا جائے تو۔"

"اور اگر میں تمہیں جانے نہ دوں تو۔"

"میں نے کہا نا فیصلہ کا حق میرے پاس رہا تو۔"

"تم یہ حق لینا چاہتی ہو۔" وہ جانے کیا کرنا چاہ رہا تھا

وہ سوچ رہی تھی۔ وہ خاموش رہی تھی۔

"اگر میں تمہیں کہوں کہ تمہیں حق ہے پھر کیا کرو گی۔ چلی جاؤ گی۔"

"اس حالت میں۔" اس نے استعجاب بھرے انداز میں کہا تھا۔

"اس حالت میں میں کہاں جاؤں گی۔ میں ایسا نہیں کر سکتی۔" وہ کچھ نہ بولا تھا۔

☼ ☼ ☼

اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا تھا۔ صرف وہی تھا جو خوش تھا لیکن اس کے چہرے پر سنجیدگی تھی۔ گھر میں اس خوشی کو کسی نے بھی سیلیبریٹ نہیں کیا تھا۔ دوسری جانب فروا کو تو آگ لگی تھی۔ اس کی زبان سے زہر اگل رہا تھا۔

"چالیس دن تک یہ کوئی کام نہیں کرے گی۔ اگر میں نے اسے کام کرتے دیکھا تو اچھا نہیں ہو گا۔" بہنوں اور ماں سے کہتا وہ آفس چلا گیا تھا۔

"کتنے ناز اٹھا رہا ہے۔ میرے جوان بیٹے کے قاتلوں کی بیٹی کس عیش سے یہاں رہ رہی ہے۔ دیکھو اپنے لاڈلے کو [illegible] کی خدمت کا [illegible]" [illegible] شوہر کے ساتھ وہ [illegible] رہی ہیں۔

"تم لوگ بھی گزارا کرو۔ کم از کم اس کے سامنے تو اپنا رویہ کچھ درست رکھا کرو۔ یوں ظاہر کرو کہ تم سب ناراض نہیں ہو اور اس کی بیوی کی خدمت گزاری میں ہر وقت مصروف ہو۔ تھوڑا اس کا اعتماد حاصل کرو۔ ورنہ اس بیٹے سے بھی ہاتھ دھو لو گی۔" وہ بیوی کو لعن طعن کرتے آفس چلے گئے تھے۔

فروا نے ایک بار بھی بچے کو نہیں دیکھا تھا۔ وہ دن رات نفرت کی آگ میں جل رہی تھی۔ ادھر دو مہینے ہوئے تو وہ ایک دن عدن سے بولا۔

"اگر تم چاہو تو اپنی ماں کے گھر جا سکتی ہو۔" وہ بالوں میں برش کر رہا تھا جب اس نے کہا۔ وہ یکدم سے خوشی سے جیسے جھوم اٹھی تھی۔

"آج جاؤں۔" اس کی بے صبری پر اسے ہنسی آ

گئی۔

"اگر پندرہ منٹ میں تیاری کر سکتی ہو تو۔" وہ گھڑی دیکھتا بول اٹھا تھا۔ وہ جلدی جلدی بیگ تیار کر کے پہلے وہ تیار ہونے لگی۔ حسن تو گہری نیند سو رہا تھا۔

"جلدی کرو دیر ہو رہی ہے۔" وہ اسپرے کرتا بولا۔

"حسن کو بھی چینج کرا دوں۔" وہ جلدی سے اس کا بھی چینج کرنے لگی۔ اسے گود میں اٹھا کر وہ اس کے ہمراہ گاڑی تک آئی تھی۔ بیگ زنجابیل کے ہاتھ میں تھا انہیں اس طرح جاتا دیکھ کر فروا تو بھڑک اٹھی تھی وہ زور سے کمرے کا دروازہ بند کرتی اندر کمرے میں گم ہو گئی۔

"کتنے دن رہ سکتی ہوں۔" وہ کچھ زیادہ ہی خوش ہو رہی تھی۔

"دو دن۔" ایک ہاتھ اسٹیئرنگ پر رکھے دوسرے سے حسن کے گال سہلانے لگا تھا۔

اسے دیکھ کر سب بہت خوش ہوئے تھے۔

وہ اندر نہیں آیا تھا گیٹ سے ہی چلا گیا تھا۔ اس کی ماں۔ دیر تک اسے گلے لگائے روتی رہی تھی۔ پھر بھابھی کی گود سے چھوٹے حسن کو اٹھا کر [illegible] [illegible] ہو کر [illegible] کے [illegible] وہ دیر تک اس سے باتیں کرتے رہے تھے۔

"ولی بھائی کب آئیں گے۔" وہ نازیہ بھابھی سے پوچھنے لگی۔

"تین بجے تک۔ میں نے ابھی کال کی ہے وہ کہہ رہے تھے کہ میں تین بجے تک آجاؤں گا۔" وہ بینک میں کام کرتے تھے آج اس کی خاطر وہ جلدی چھٹی کرنے والے تھے۔ ولی ہی نے منصور کو گولی مار کر قتل کیا تھا۔ کالج میں معمولی سی تکرار پہ بات اتنی بڑھ گئی کہ نوبت ہاتھا پائی تک پہنچ گئی۔ منصور نے ولی کو گراؤنڈ میں سب کے سامنے تھپڑ مارا تھا اور پھر بات بگڑی اور دونوں خون میں لت پت ہو گئے ولی نے منصور کو گولی مار دی تھی۔ دونوں خاندانوں میں بات اتنی بگڑی کہ سنبھل ہی نہ رہی تھی

کافی عرصہ کی محنت کے بعد ہی جرگہ بٹھایا گیا۔ اور پھر اسی جرگہ میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ ان کی لڑکی کا ان کے لڑکے سے نکاح کیا جائے گا اور دیگر چھوٹی چھوٹی شرائط رکھ دی گئی تھیں۔

ولی بھی اسے یہاں دیکھ کر خوش ہوا تھا۔

"زنجابیل کیسا ہے؟" اس نے بہنوئی کے بارے میں پوچھا تھا۔

"ٹھیک ہیں وہ۔" پھر اس کے گھر میں یہ دو دن بڑے مصروف گزرے تھے۔ ان کی کزنز ان کے گھر آئی تھیں اس سے ملنے۔ اسے بچے کی مبارکباد بھی دی۔

شام کے چھ بجے اس نے فون کیا تھا۔

"میں تمہیں لینے آ رہا ہوں۔ تیار رہو۔" پھر وہ اسی وقت مقررہ پر آیا تھا۔ ولی کے پرزور اصرار پر بھی وہ اندر نہیں آیا تھا وہ اندر کیوں نہیں آتا تھا اسے معلوم تھا۔ اس کی غیرت کو یہ گوارا نہ تھا کہ وہ بھائی کے قاتل کے گھر رکے اور لوگوں کی ملامت سمیٹے۔

"نہیں پھر کبھی سہی۔" اس نے انکار کر دیا۔

گاڑی سڑک پر ڈالے وہ کہنے لگا۔

"آنے کو دل نہیں کر رہا تھا نا۔" وہ شاید پوچھ رہا تھا [illegible] لے کر وہ ونڈ اسکرین سے نظر آتے نظارے دیکھنے لگی۔

"اگر تم چاہو تو تمہیں دوبارہ چھوڑ کے آ سکتا ہوں۔" جانے وہ کیوں ہر وقت اس کا امتحان لیتا رہتا تھا۔

"سیدھے سیدھے کہو نا کہ تم چاہتے ہو جان چھڑانا۔" جانے کیوں وہ بھی آج کچھ تلخ ہوئی تھی۔ وہ مسکرایا تھا۔

"اب تو مر کر بھی تمہاری جان نہیں چھوٹ سکتی۔" باقی راستہ وہ خاموش رہا تھا۔ اس کے آخری جملے کی وضاحت گھر پر رات کے وقت ہو گئی تھی۔ حسن کو دودھ پلا کر ڈائپر چینج کروا کر وہ سلانے لگی تو وہ جو اس کے قریب لیٹا اسے مصروف دیکھ رہا تھا بولا۔

"فروا نے حسن کو گود لینے کا مطالبہ کیا ہے۔" اس کی بات پر وہ لرز کر رہ گئی تھی۔ اس کی بدلتی رنگت کو

http://edigestpk.blogspot.com

بغور دیکھتا ہوا بولا۔

"وہ گھر پر ہی ہو گا تم دونوں اس کا خیال ساتھ رکھو گی تو اچھا۔"

"اوہ تو اس لیے آپ کو بچہ چاہیے تھا۔" وہ تلخی سے بولی۔

"تم غلط سمجھ رہی ہو۔"

"میں صحیح سمجھنے لگی ہوں۔"

"میں چاہتا ہوں کہ تم یہ بچہ اسے دو تاکہ اس کا یہ بہانہ۔"

"نہیں میں کسی صورت اپنا بچہ نہیں دوں گی۔" اس نے اٹل انداز میں کہا۔ اس کے قطعی لہجہ پر وہ بولا۔

"اگر مجھے شیئر کر سکتی ہو تو بچے کو کیوں نہیں۔"

"نہیں کر سکتی شیئر۔ یہ میرا ہے اور میں اسے کسی صورت شیئر نہیں کروں گی۔ اس وقت تو وہ اسے ضائع کرانے کے لیے کیا کچھ کرتی رہی تھی اب جبکہ میری تنہائی اس کے وجود سے ختم ہوئی ہے تو وہ اسے مجھ سے چھیننے لگی۔"

"وہ بہانہ بنا رہی ہے اسے چند دن رکھنے دو مجھے پتا ہے کہ وہ اسے نہیں سنبھال پائے گی۔"

"نہیں دوں گی۔ کہا نا نہیں دوں گی۔" اس کے ضدی لہجہ پر وہ ناگوار تاثرات لیے اٹھا۔

"میرا بھی بیٹا ہے یہ۔"

"تو مجھے مار ڈالو میری موت کے بعد تم اسے دے سکتے ہو۔" وہ رونے لگی تھی۔ وہ اسے روتا دیکھتا رہا۔

"یہ یہیں ہو گا کہیں اور تو۔۔۔"

"نہیں۔" اس کی ضد پر اسے بہت غصہ آیا تھا۔

"کل تم اسے حسن دے دینا۔" اس نے حتمی انداز اختیار کیا تھا۔ وہ اور شدت سے رونے لگی۔ "یہ کھلونا نہیں ہے جو تم اس طرح بانٹتے پھرو وہ دودھ پیتا ہے میرا، میں کیسے اسے۔۔۔" پھر سر اٹھا کر نہایت خشک انداز سے بولی۔

"نہیں دوں گی میں اپنا بچہ۔ یہ میرا حتمی فیصلہ ہے۔"

"تم اپنا اور میرا خون مت جلاؤ جو کہہ رہا ہوں وہ مان لو۔ اب سو جاؤ۔" وہ لیٹ گیا۔ وہ دیر تک روتی رہی۔ پھر غصے سے مشتعل ہوتی یکدم سے اس کے سینے پر مکے برساتی بولی۔

"میں ایسا نہیں کروں گی۔ مجھے میرے سکون کو آگ لگا کے خود کس طرح تم سو سکتے ہو۔ میں نے تم سے کہا تھا نا کہ مجھے بچہ نہیں چاہیے۔ اور اب جب میں نے جنم دیا تو تم بڑی آسانی سے کیسے دے سکتے ہو۔"

اس کے دونوں ہاتھوں کی مار اپنے سینے پر کھا تا اسے یکدم سے گلے لگاتا بولا۔

"میرا دوسرا بچہ تمہارا ہو گا اگر تم اسے یہ بچہ نہیں دو گی تو وہ میری جان کو آجائے گی۔ اس نے مجھے یا تو بچہ دینے یا پھر تمہیں چھوڑنے کا کہا ہے۔" اس کے آخری جملے پر وہ پتھرا کر رہ گئی تھی۔ وہ ڈیلنگ کی بات کر رہا تھا۔

"تو چھوڑ دو مجھے، مجھے میرا بچہ چاہیے۔" وہ چاہیے پر زور دیتی چلائی تھی۔ وہ اسے ناقابل یقین نگاہوں سے تکتا بولا۔

"[illegible]"

"ہاں چھوڑ دو مجھے۔ اس عذاب بھری زندگی سے مجھے نجات مل جائے گی۔ میں کہیں بھی چلی جاؤں گی۔ بس مجھے میرا بچہ چاہیے۔" وہ ایک جھٹکے سے اسے خود سے الگ کرتا بولا۔

"عذاب ہوں نا میں۔ اب میں تمہیں بتاتا ہوں کہ عذاب کیا ہوتا ہے۔"

"تم ایسا کچھ نہیں کرو گے۔" اس کے التجائیہ لہجہ پر وہ پگھلنے والا نہ تھا۔

☼ ☼ ☼

"جاؤ بچہ اسے دے آؤ۔" وہ جو اسے پیڈنی دینے آئی تھی اس کی بات پر سرتاپا لرز گئی تھی۔ اسے خاموش و جامد دیکھ کر وہ اس کے ہاتھ سے کپ لے کر سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے بولا۔

"کچھ کہا ہے میں نے۔"

چوں چرا کرنے کا انجام رات کو ہی اس نے دیکھ لیا تھا۔ اب وہ مزید لڑنے جھگڑنے کی سکت نہیں رکھتی تھی۔ بہت زیادہ تکلیف نے اس کے آنسوؤں کو رواں کر دیا تھا۔ پھر اس نے ایسا ہی کیا تھا۔ اسے بچہ دے آئی تھی۔

کچھ دن تک وہ خالی الذہنی کی کیفیت میں گھری صرف روتی رہی تھی۔ اس کی گود کیا خالی ہوئی اس کا سب کچھ ختم ہو گیا تھا۔ وہ اس کے رونے کی آواز سنتی پر کچھ نہ کر سکتی۔ اسے فیڈر کا دودھ لگوایا گیا تھا۔ وہ اگر کوئی ضروری بات بھی کرتا تو وہ اس کا جواب دینا گوارا نہ کرتی۔ اس نے اسے تہی دامن کر دیا تھا۔ وہ اس سے کتراتی کتراتی پھر رہی تھی۔

"سو کیوں نہیں رہیں۔" اسے کروٹ بدلتے دیکھ کر وہ بولا تھا۔ اس نے جواب دینا مناسب نہیں سمجھا۔ وہ اس کے قریب آیا تھا۔

"یہ ناراضی کتنی دن تک چلے گی۔ دوسرا بچہ آئے گا تو تمہاری ناراضی ختم ہو جائے گی نا۔" وہ ایک جھٹکے سے رخ موڑ کر اسے دیکھتی ہوئی بولی۔

"[illegible] تم میرے بچے خیرات کی طرح [illegible] تقسیم کرتے پھرو گے۔ ایسی اولاد پیدا کرنے سے بہتر ہے کہ میں بے اولاد ہی مروں۔" وہ مسکراتا اسے خود سے لگانے لگا کہ جھٹکے سے وہ خود کو چھڑاتی اٹھنے لگی۔

"میں اب مزید تمہارے جھانسے میں نہیں آؤں گی۔ مجھے بے وقوف مت سمجھو۔" دونوں بازو اس کی گرفت سے چھڑانے کے لیے اس نے کئی بار مزاحمت کی تھی۔

"تم غلطی کر رہی ہو۔ یہاں تمہارا صرف میں ہی دوست ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ دشمنوں کے اس جمگھٹے میں یہ اکلوتا دوست بھی کھو دو۔" وہ مسکرا رہا تھا۔

"تم سب سے بڑے دشمن ہو۔ کتنی چالبازی سے تم نے اپنا منصوبہ بنایا تم آستین کے سانپ ہو۔ خوب ڈسا ہے تم نے۔"

"اور ڈسوں۔" وہ زیر لب مسکرایا۔ بولا۔

"تم نے جو زیادتی کی ہے میرے ساتھ اس کے لیے میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی۔" آنکھوں میں نمی لیے اس نے بڑے کرب آمیز انداز میں کہا تھا۔

"تم کچھ بھی کہہ سکتی ہو۔ میں برا نہیں مان رہا۔ اگر کچھ اور کہنا ہے۔ بلکہ ایسا کرو اگر زیادہ ہی دل بھرا ہوا ہے تو مجھے مار بھی سکتی ہو۔ یہ لو۔" دونوں ہاتھ اٹھائے اس نے اپنا سینہ پیش کرتے ہوئے مسکرا کر کہا تھا۔

"مجھے خلع کرنی چاہیے۔" اس نے اس کی آنکھوں میں جھانک کر بڑے عجیب انداز سے کہا تھا۔ وہ خاموش رہی تھی۔

"میں تو تمہارے لیے مال غنیمت ہوں۔" وہ استہزائیہ ہنسی ہنستی طنزیہ انداز میں بولی تھی۔ وہ مسکراتے ہوئے لیٹ گیا۔

"یعنی صلح نہیں ہو سکتی۔" وہ اٹھی اور جا کر کھڑکی کے پٹ کھول دیے۔ پردے باہر سے آنے والی ہوا کے سنگ لہرانے لگے تھے۔ کچھ دیر وہ وہیں کھڑی دور آسمان کی وسعتوں میں تنہا چاند اور تاروں سے ڈھکے [illegible] دیکھنے لگی۔ اس نے اپنی پشت پر اس کی موجودگی محسوس کی تھی لیکن مڑ کر نہیں دیکھا۔

"ناراضی ختم نہیں ہو سکتی۔" وہ ایک بار پھر گمبھیر آواز میں کہتا اسے اپنے سحر میں جکڑنے کی کوشش کرنے لگا تھا۔ پھر اسے خاموش پا کر اس نے اسے ایک جھٹکے سے اپنی طرف موڑا تھا۔

"مجھے تنگ مت کرو۔" اس کی بات میں چھپے مفہوم کو وہ جان گئی تھی اس لیے بے خوفی سے بولی۔

"تم میرے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتے۔" اسے کچھ پل خاموشی سے دیکھتے رہنے کے بعد وہ لیٹ کر سو گیا تھا۔ پھر ان میں بات چیت ختم ہو گئی تھی۔ وہ اس کے سارے کام کرتی تھی۔ لیکن بات نہیں کرتی تھی۔ وہ بھی بے نیازی برت رہا تھا۔ دوسری طرف فروا کو حسن نے پاگل کر دیا تھا۔ اس کی راتوں کی نیندیں گویا روٹھ گئی تھیں۔ تھک ہار کر اس نے ایک دن خود ہی

http://edigestpk.blogspot.com

کہا تھا۔

"یہ بہت روتا ہے۔ مجھ سے نہیں سنبھلتا۔" اس کا بچہ اس کے ہاتھوں میں تھماتے ہوئے اس نے اسے ایک طنز بھری نگاہ سے دیکھا تھا۔ وہ جان گئی تھی کہ وہ کیا جتانا چاہ رہا تھا۔ اس نے جو کہا تھا وہ صحیح ثابت ہوا تھا فروا بچے کو نہیں سنبھال پائی تھی۔ وہ اب اپنی جلد بازی پر پچھتاتی خود میں الجھتی خود کو کوسنے لگی تھی۔ اس نے اس بندے کا دل دکھایا تھا جس نے اس کے لیے سب، گھر والوں، سب سگے رشتوں کی مخالفت مول لے لی تھی۔ وہ اس سے ایک معمولی قربانی مانگنے پر بدظن ہو گئی تھی۔ بچہ تو اس کے ساتھ تھا۔ لیکن وہ اس سے دور ہو گیا تھا۔

☼ ☼ ☼

وہ جب بھی فروا کے پاس ہوتا چپ اور کچھ کھویا ہی ہوتا۔ وہ اس سے بارہا پوچھ چکی تھی لیکن وہ بتانے کا نام نہیں لے رہا تھا۔

"کہیں مجھ سے بے زار تو نہیں ہو گئے۔" وہ کہتی۔ پھر وہ اس کے کھوئے کھوئے انداز پر ٹھٹک جاتی اور پوچھ بیٹھتی جواب ندارد۔ وہ الجھنے لگی تھی ایک بار اس نے محسوس کیا کہ وہ خلوت کے لمحات میں بھی کترایا کترایا اور بے زار سا ہوتا ہے۔ وہ وہاں ہو کر بھی وہاں اس کے پاس نہیں ہوتا۔ ایک دن شرٹ چینج کرتے ہوئے اس کی نگاہ جب غیر ارادی طور پر اس پر پڑی تو اس کی آنکھیں گویا حرکت کرنا بھول گئیں۔ اس کے دل کے مقام پر کچھ لکھا ہوا تھا۔ قریب ہو کر وہ جب نزدیک سے دیکھنے لگی تو اپنی جگہ پر وہ جم کر رہ گئی تھی۔

"کیا ہے؟" اس نے پوچھا تھا۔ پھر اس کی آنکھوں کی تقلید میں جب اس نے خود دیکھا تو ایک پل کے لیے بالکل گم سم ہو گیا تھا۔

عدن کا نام عین اس کے دل پر لکھا ہوا تھا۔

"وہ دل میں ہے اور میری جگہ؟" وہ لہجہ میں استفہام لیے دکھ بھرے انداز سے بولی تھی۔ وہ خاموش رہا پھر کچھ توقف بعد بولا۔

"یہ میں نے نہیں۔"

"میں نے وضاحت تو نہیں مانگی۔" اس نے زخم خوردہ انداز میں دیکھتے ہوئے کہا۔

پھر وہ ٹوٹ کرنے لگی۔ اس کا اس سے تعلق برائے نام کا تھا۔ وہ عدن کے پاس ہوتا تو اطمینان، خوشی اس کے انگ انگ سے جھلکنے نظر آتے۔ اس نے اس کے محبت بھرے SMS پڑھے تھے جو عدن نے اس کے سیل پر بھیجے تھے۔ ان کا رشتہ برائے نام نہیں تھا۔ اس رشتہ سے محبت کی خوشبو آ رہی تھی۔ وہ سمجھنے لگی تھی وہ اس سے شدید محبت کرنے لگا ہے تبھی تو اسے یعنی فروا کو بھلا بیٹھا تھا۔

اس نے اسے راتوں کو بستر سے غائب پایا تھا یعنی وہ اس کے پاس جاتا تھا رات تین بجے وہ جب غیر ارادی طور پر اٹھی تو اس نے اسے بستر پر نہیں پایا۔ پھر کچھ ہی دیر بعد وہ خاموشی سے اندر آیا تھا اور اتنی ہی خاموشی سے بستر پر لیٹ کر سو گیا تھا۔ ایک بار نہیں کئی بار ایسا ہوا تھا۔ وہ جھنجلانے لگی تھی۔ اس کے اعصاب چٹخنے لگے تھے وہ اس قدر اس کی محبت میں ڈوب مرے گا اسے یقین ہو آ رہا تھا۔

☼ ☼ ☼

وہ اس سے ناراض تھا اور اس سے بات نہیں کر رہا تھا۔ لیکن جب وہ کپڑے پھیلانے چھت پر گئی تو وہ بھی اس کے پیچھے چلا آیا۔ وہ حسن کے انجکشن لگوانے کا پوچھنے آیا تھا۔ اسے دوبارہ آفس جانا تھا اس لیے وہ بنا تاخیر کیے اس سے بولا۔

"حسن کو انجکشن لگوانا ہے ابھی تیار کروا لے جلدی دیر ہو رہی ہے۔"

وہ اترنے لگا تھا کہ سیڑھیوں سے آتی فروا کو دیکھ کر جلدی سے رخ موڑ کر کپڑے الگنی پر ڈالتی عدن کو گلے لگا کر اسے چومنے لگا تھا۔ اس کی اس حرکت پر عدن ششدر رہ گئی تھی۔ جبکہ فروا تو کسی شکستہ عمارت کی طرح لرز گئی تھی۔ وہ جھٹکے سے مڑی سیڑھیاں اتری تھی جبکہ وہ حیرت، استعجاب کے سمندر میں غوطہ زن

ہوتی اس کی اس حرکت پر حیران کھڑی تھی۔ اسے جھوڑتے ہوئے وہ بولا۔

"جلدی تیار کروا لے۔" وہ سیڑھیاں اتر گیا تھا وہ بھی پیچھے آئی تھی حسن کو وہ لے گیا تھا۔ وہ اس کے اس عجیب رویے پر الجھی ہی رہی تھی۔

فروا چلی گئی تھی۔ اسے گئے ہوئے کئی دن ہوئے تھے۔ اس نے آج جب سرسری انداز میں اس کے آنے کے بارے میں پوچھا تو وہ بولا۔

"وہ اب نہیں آئے گی۔"

"کیوں؟" ایک ترچھی نظر اس پر ڈالے وہ بڑے آرام سے بولا تھا۔

"تمہاری وجہ سے۔"

"میری وجہ سے۔ پر میں نے تو اسے کچھ نہیں کہا۔"

"وہ تو یہی کہہ رہی ہے۔" اس نے دو ٹوک کہہ کر گویا بات ہی ختم کر دی تھی۔

اس کی ساس اسے منانے گئی تھیں لیکن وہ آنے پر راضی نہ ہوئی تھی۔

"اللہ معاف کرے شکل سے کتنی مسکین لگتی ہے [illegible] رہی ہیں۔

"فروا کہہ رہی تھی کہ وہ بے حیا، زنجابیل کو SMS بھیجتی تھی اس نے خود عدن کے محبت بھرے SMS پڑھے ہیں اور تو اور راتوں کو زنجابیل کو اپنے کمرے میں بلاتی تھی۔ کئی بار تو اس نے۔" کچھ توقف کر کے بولیں۔

"یہی ہے ذمہ دار اس کی برباد زندگی کی۔" سامنے کھڑی عدن بت بن گئی تھی۔

"میں نے یہ سب۔"

"چپ کرو بدذات۔ تم ہی سارے فساد کی جڑ ہو۔" انہوں نے اسے سخت لہجہ میں لتاڑا تھا۔ وہ خاموش بیٹھا ہوئے آرام سے سب سن رہا تھا لیکن کچھ دیر بعد اسے سب سمجھ میں آیا تھا۔ چھت والی حرکت اور اس طرح کے دو تین چھوٹے واقعات سے وہ بہت کچھ

قہقہوں سے گندھی ہوئی تحریر۔
اداس اور غمگین قارئین کے لیے
ایک غم گسار کہانی

وہ غائب ہونا چاہتا تو حاضر ہو جاتا
حاضر ہونا چاہتا تو غائب ہو جاتا
ایک مرد بدحواس کی داستان حیرت
شگوفے، پھلجھڑیاں اور بتاشے

حاضر غائب
اظہر کلیم ایم اے

قیمت: -/300 روپے

مکتبہ عمران ڈائجسٹ
37، اردو بازار، کراچی

http://edigestpk.blogspot.com

سمجھ گئی تھی۔ رات کو اس کے کمرے میں آتے ہی وہ جیسے پھٹ پڑی تھی۔

"تم نے کیا ہے یہ سب۔ تم نے جان بوجھ کر۔"

"ہاں' اب تمہیں بھی سکون آئے گا اور اسے بھی۔" اس نے مطمئن انداز میں کہا اور بیڈ پر لیٹے حسن کو اٹھاتے ہوئے چومنے لگا تھا۔

"یہ سب کر کے تمہیں کیا ملا۔"

"سکون۔" اس نے بڑے آرام سے کہا۔

"دوسروں کو بے سکون کر کے کون سا سکون حاصل ہو سکتا ہے۔" اس نے طنز کیا تھا۔

"اور دوسرے جو مجھے بے سکون کرتے ہیں ان کا کیا بھلا۔"

"تم نے کیا کہہ کے اسے بدظن کیا۔ وہ تو مجھے قصوروار ٹھہرا رہی ہے۔ جواب دو مجھے۔"

"تمہارے محبت بھرے SMS اور بہت کچھ دکھا کے۔ اب ایک ایک بات کی تفصیل پوچھو گی۔ چلو بتاتا ہوں۔ میں اکثر راتوں کو اس کے بستر پر سے غائب ہو جاتا تھا وہ سمجھتی تھی کہ میں تمہارے ساتھ چین کی نیند سو کر آ رہا ہوں۔ اپنے جسم پر اپنے دل پر تمہارا نام لکھ کر' وہ سمجھتی تھی کہ یہ میں نے تمہاری محبت میں لکھے ہیں اور پھر آخری سین تو تم بھی جانتی ہو۔ جب میں نے تمہارے گلابی ہونٹوں پر اپنے پیار کی ـــــ"

"شرم نہیں آئی تمہیں یہ سب کرتے ہوئے۔" اس نے بے یقین نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"نہیں تم بیوی ہو میری تو پھر شرم کیسی۔" اصل بات سمجھتے ہوئے بھی انجان بن کر اس نے بات بدلی تھی۔

"کیوں کیا تم اس کے ساتھ ایسا۔ وہ تم سے محبت کرتی تھی۔"

"وہ طلاق مانگ رہی ہے اور میں اسے طلاق دے رہا ہوں۔" وہ بڑے سفاک انداز میں دھماکہ کر گیا تھا۔

"کیا؟" وہ حیرت سے گنگ تھی۔

"تم ایسا نہیں کر سکتے۔ ہم اسے بتا دیں گے کہ یہ سب جھوٹ تھا اور وہ جو سمجھی ہے وہ سب غلط ہے میں ابھی فون ـــــ"

"تم میری مرضی کے بغیر کچھ نہیں کرو گی۔" اس نے اس کے بڑھتے قدموں کو روکا تھا۔

"اس کے حق میں بہتر یہی ہے کہ وہ اپنی زندگی بنا لے۔"

"میں ایسا نہیں ہونے دوں گی۔" اس نے سر نفی میں ہلاتے کہا تھا۔

"تم نہیں میں دوں گا طلاق۔ اب یہ فضول کی بحث چھوڑ دو۔"

"تم اتنے سفاک ہو سکتے ہو۔" وہ چلائی تھی۔

"ہاں ہو سکتا ہوں۔ جب تم جیسی بیوی ملے گی تو ایسا ہی سفاک ہوں گا میں۔"

"میں نے تم سے یہ سب کرنے کے لیے نہیں کہا تھا۔" وہ تلخ ہوئی تھی۔

حسن کو بیڈ پر لٹاتے وہ بڑے دلکش انداز میں کہتا بولا۔

"تم نے [illegible] مجھے مجبور کیا [illegible] کرنے پر۔" اس نے اس الزام پر وہ تڑپ کر [illegible] تھی۔

"میں نے مجبور کیا یا تم خود جان چھڑا رہے ہو۔ تمہارا دل بھر گیا ہو گا۔ تم مرد ہوتے ہی ایسے ہو جب دل چاہا سر پر بٹھایا اور جب دل چاہا فرش پر پٹخ دیا۔"

"اچھا بڑا تجربہ ہے مردوں کا۔" وہ پاس آ کر اس کی بالوں کی لٹ چھو کر بولا۔

"تم اسے لے آؤ۔"

"اس بحث کا انجام سوائے بحث کے کچھ نہیں۔ اب تم ایسا کرو کہ ایک کپ گرما گرم چائے کا بناؤ اور فٹافٹ لے آؤ۔"

"تم اسے منا کر لے آؤ۔ یہ کیا تماشا لگا رکھا ہے تم نے۔" صبح ہی باپ اس پر برس پڑا تھا۔ "خاندان برادری کی بات ہے کیا ہماری ناک کٹواؤ گے۔" باپ کی بات پر وہ چپ کیا تھا۔

"میں نے اسے گھر سے نہیں نکالا کہ میں اسے لے کر آؤں۔ اگر وہ میرے ساتھ رہنا نہیں چاہتی تو ٹھیک ہے میں اسے طلاق دینے کو تیار ہوں۔"

"کیا؟" اس کی بات پر باپ آگ بگولہ ہوا تھا۔

"اب اس ایک لفظ کی کمی تھی یہاں۔" وہ غصے سے سرخ پڑ گیا تھا۔

"یہ میرا نہیں اسی کا فیصلہ ہے۔" زنجابیل نے سکون سے کہا۔

"تم اس دو ٹکے کی لڑکی کے لیے اسے چھوڑنے پر تیار ہو گئے۔"

"ہر بات میں یہ لڑکی وہ لڑکی۔ یہ کیا ایک ہی بات کی رٹ لگائے رکھی ہے۔ آپ لوگوں نے وہ میری بیوی ہے۔ کیا بھگا کر لایا تھا جو سب اس طرح طنز کرتے ہوئے لڑکی لڑکی کہتے ہیں۔ اس وقت جرگہ کے سامنے انکار کر دیتے۔ وہ دو ٹکے کی ہے یا کھربوں کی۔ اب میری بیوی ہے اور اس کے خلاف میں ایک لفظ نہیں سنوں گا۔ اگر آپ لوگ چاہتے ہیں تو میں یہ گھر چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔ پھر پوری زندگی ـــــ میری بیوی کو [illegible] سکیں گے نہ مجھے۔" جاتے جاتے وہ کہنے لگا۔

[illegible] اپنے بیٹے کی زندگی [illegible] ہے۔" اس کی بات پر ان سب کو سانپ سونگھ گیا تھا۔

زنجابیل کے گھر والوں نے مصالحت کی اپنی سی کوشش کی لیکن فروا اور اس کے گھر والے نہیں مان رہے تھے۔

"تم نے یہ مسئلہ پیدا کیا ہے اب تم سلجھاؤ۔" اس کا باپ بہت ناراض تھا۔

"میں نے سلجھانا چاہا تو بیچ میں آپ سب آ گئے۔" اس نے بھی دو ٹوک کہا۔ ماں نے اس کا گویا جینا حرام کر دیا تو وہ عدن سے کہنے لگا۔

"میں نے ایک گھر کرایہ پر لیا ہے کل ہم وہاں شفٹ ہو رہے ہیں۔" اس کی بات پر وہ حیران رہ گئی تھی۔ وہ یہ سب کیا کر رہا تھا۔

"میں نہیں جا سکتی۔ اگر میں گئی تو سب سمجھیں گے کہ یہ سب میں کروا رہی ہوں اور تمہیں ان سب سے الگ کر دیا۔ سب کا مجھ پر یقین پختہ ہو جائے گا۔ میں یہاں سے نہیں جا سکتی۔"

"تو پھر فیصلہ کر لو کہ تم ان کے ساتھ رہو گی یا میرے ساتھ۔" وہ تو کشمکش میں مبتلا ہو گئی تھی۔ یہ سب کیا ہو رہا تھا۔ قتل بیٹے نے کیا تھا پاداش میں بیٹی پر عذاب نازل ہو گیا تھا۔ وہ دن رات سوچتی۔

پھر وہ اسے ایک الگ گھر لے گیا تھا۔ یہاں سکون تو تھا لیکن آئندہ سے متعلق اندیشے وسوسے بھی تھے۔ وہ اسے سمجھ نہیں پا رہی تھی اس نے اس کی ذات کو سب کے سامنے قصوروار ٹھہرا دیا تھا۔

☼ ☼ ☼

وہ جس طرح اس کی زندگی میں آئی تھی اس لحاظ سے اسے بالکل محسوس نہیں ہوا تھا کہ وہ ایک شوہر کی حیثیت اسے اس کا مقام دے لیکن دن بہ دن اسے محسوس ہونے لگا کہ کچھ غلط ہونے جا رہا ہے۔ فروا سے شادی کے بعد اسے "حقیقتاً" لگا کہ وہ اس لڑکی کے ساتھ زیادتی کر رہا ہے۔ بچپن میں فروا کے ساتھ قربت کے لمحات میں جس طرح اس نے ان دونوں کو دیکھا تھا تب اس دن سے وہ شرمسار سا رہنے لگا تھا۔ یہ احساس اس وقت شدت اختیار کر گیا تھا جب نماز جمعہ کے موقع پر مولوی کا وعظ سنا تھا۔ وہ بیویوں کے حقوق کی وضاحت کر رہے تھے اس دن اس کے خیالات میں فرق آیا تھا۔ اور شرمسار ہوا تھا۔ وہ ارادہ کر بیٹھا تھا کہ وہ اسے اس کا حق دے گا کہ اسی دوران وہ بیمار پڑ گئی۔ بیماری کے دوران اس نے غنودگی میں جو انکشاف کیا۔ اس نے اسے بری طرح جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا۔ اس کے گھر والے اسے مارتے تھے اور اسے اس کی خبر ہی نہ تھی۔ تب اس کے ارادے کی پختگی یقینی ٹھہری تھی۔ اس کے قریب جاتے ہوئے اسے اندازہ ہوا تھا کہ وہ اس کی قربت کا عادی ہوتا جا رہا ہے اسے اس کی قربت اچھی لگنے لگی تھی۔

http://edigestpk.blogspot.com

فروا کو شک ہو گیا تھا جو صحیح تھا۔ وہ دل سے چاہتا تھا کہ وہ اس کے بچے کی ماں بنے۔ تبھی اس نے ابارشن والی بات پر سخت رد عمل دکھایا تھا۔ فروا نے جو شرط رکھی تھی بچہ لینے کی۔ وہ بھی اس نے اس وجہ سے قبول کی تھی کہ وہ اسے چھوڑنا نہیں چاہتا تھا۔ لیکن وہ اس کو بچہ دینے سے انکار کر کے اسے چھوڑنے پر تیار ہو گئی تھی۔ اسے یہ بات بہت بری لگی تھی۔ وہ جو اس کے لیے دن رات سولی پر لٹکا مصائب سہہ رہا تھا وہ اسے چھوڑنے کی بات اتنی آسانی سے کہہ گئی تھی۔

لیکن اس دوران اس نے محسوس کیا کہ وہ فروا کے ساتھ انصاف نہیں کر پا رہا۔ وہ چاہتے ہوئے بھی اس کے ساتھ نہیں ہوتا تھا۔ اس کے ساتھ رات بتاتے وہ ذہنی طور پر اس کے ساتھ نہیں ہوتا تھا۔ اس کا دل شدت سے خواہش مند تھا کہ وہ اپنی ہر رات اپنا ہر دن ایک ایک پل عدن کے ساتھ گزارے۔ وہ اس کی ذرا سی قربت کے لیے بے قرار رہتا تھا۔ اس دوران اس پر انکشاف ہوا کہ وہ اب فروا کو مزید بے وقوف نہیں بنا سکتا۔ اس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ اسے خود سے بدظن کر دے تاکہ وہ آسانی سے اسے چھوڑ کر [illegible] اس کے ساتھ انصاف نہیں کر سکتا تھا یہ ناانصافی تھی۔

اس نے اس کے حق میں یہ بہتر جانا تھا کہ وہ کسی کے ساتھ پوری محبت بھری زندگی جیے۔ وہ اسے اب کوئی خوشی دینے کا اہل خود کو نہ پاتا تھا۔ اسے بھی کسی ایسے ساتھی کا ساتھ ہی خوشی دے سکتا تھا جو دل سے اس سے محبت کرتا۔ بقول فروا کے جتاتا نہ۔ اس لیے اس نے فروا کی خواہش کا احترام کرتے "اسے چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

وہ بھی اس کی ماں کے گھر نہیں گیا تھا۔ فروا سے علیحدگی کے بعد اس نے خالہ کے گھر بھی جانا ترک کر دیا تھا۔ عدن اس سب کی ذمہ دار خود کو سمجھتی تھی لیکن وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی کہ وہ خود اس سارے معاملے میں بے بس تھی۔ آج تک وہ جان نہ پائی تھی کہ آخر فروا کو اس نے چھوڑا کیوں۔ وہ تو اس سے محبت کرتا تھا۔ دن رات وہ اس وجہ کو جاننے کے لیے بے چین رہتی۔ کئی بار اس نے وجہ پوچھی تو وہ ٹال گیا تھا۔

"تمہیں کیا کرنا ہے یہ جان کر۔" اس کا یہ جملہ اسے بہت ناگوار گزرتا۔ حسن اسکول جانے لگا تھا۔ جبکہ وہ دوبارہ پریگننٹ ہوئی تھی۔ اس کے گھر والوں نے قطع تعلق کر لیا تھا وہ بھی کبھار چلا جاتا لیکن وہ لوگ کبھی نہیں آئے۔ آج جانے کیوں اس نے گھر کی تفصیلی صفائی کا سوچا اس مقصد کے لیے وہ پہلے وارڈ روب کھول کر اس کی ترتیب درست کرنے لگی۔

کپڑے ترتیب سے رکھ کر وہ نچلے خانے میں بے ترتیبی سے رکھے موزوں اور بنیانوں کو نکال کر ان کو تہہ کر کے رکھنے لگی تھی کہ اسی خانے میں اسے ایک ڈائری دکھائی دی۔ یونہی اٹھا کر اس نے ڈائری کھولی اور پھر اس کی نظریں جیسے ان صفحات پر جم کر رہ گئی تھیں۔

وہ کتنی دیر تک اسی پوزیشن میں کھڑی رہی تھی کہ اچانک کھٹکے کی آواز پر اس نے یکدم ڈائری بند کر کے الماری کے خانے میں واپس رکھ دی۔ دروازہ کھول کر وہ اندر آیا تھا۔ گھڑی اتار کر ڈریسنگ ٹیبل پر رکھ کر وہ [illegible] دیکھ کر وہ [illegible] بے ساختہ انداز میں پوچھنے لگا۔

k.blogspot.com

"کیا بات ہے؟" لیکن اپنی بات کے جواب میں اس کی اتنی گہری خاموشی دیکھ کر وہ اٹھا اور بولا۔

"کھانا لگاؤ۔ میں آ رہا ہوں۔" وہ واش روم کی طرف جانے لگا تھا کہ وہ بے ساختہ اس کے سینے سے لگ کر رونے لگی تھی۔ وہ متحیر زدہ سا پوچھنے لگا تھا۔

"کیا بات ہے؟" وہ نفی میں سر ہلانے لگی۔ آج وہ وجہ جان گئی تھی کہ اس نے فروا کو کیوں چھوڑا تھا۔ اس کی ڈائری کے ہر صفحہ پر عدن کی تصویر لگی تھی اور ہر تصویر کے ساتھ اس نے لکھا تھا۔

"میری پوری زندگی تمہارے نام۔"